



کیا حدیث کی پیشنگوئی پوری ہو چکی ہے؟



المسیح الدجال یطوف بالکعبة

اردو ترجمہ

زین العابدین

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

المسيح الدجال يطوف بالكعبة

اردو ترجمہ : دجال کعبہ کا طواف کرتے ہوئے!

مترجم: أبو یمان زین العابدین

فہرست

پیش لفظ 6

طواف والی روایت 10

دو شخصیات کا قصہ 11

ابو عبداللہ کا تعارف 12

قصے کی ابتدا 14

دوسری شخصیت 14

عبدالقادر امام بنتا ہے 19

طواف کرتے ہوئے 19

عبدالقادر ایک کانے امام مسجد کو ڈھونڈتے ہوئے 20

ابو عبداللہ کی یمن واپسی 21

عبدالقادر یمن میں 22

عبدالقادر کا گھر 23

عبدالقادر کیا چھپا رہا تھا؟ 23

عبدالقادر کا خواب 24

ابو عبداللہ کا خواب 27

عبدالقادر کی پیشکش 28

عبدالقادر اور الاخوان المسلمون 28

زمین میں پھرنا 29

عبدالقادر رفیقِ سفر بنتے ہوئے 30

عبدالقادر اور جادو 31

عبدالقادر کی افغانستان جانے کی خواہش 31

عبدالقادر کھل کر سامنے آتا ہے 37

افغانستان کے پہاڑوں میں دیکھا گیا ایک خواب 43

ایک اور خواب 44

عبدالقادر کی بابت مزید تحقیق 45

عبدالقادر خطیب بنتا ہے 48

عبدالقادر کا قصہ اور علمائے حرمین 49

دوبارہ جادو 51

ابو عبداللہ کے گھر کا جلنا 54

عبدالقادر کے پاس جانے کی کوشش 55

تائیدات 55

چند قرائن 56

بیسان کے باغات 56

سلامتی کی ابتدا 57

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم "إِنَّ اللّٰہَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ ، أَلا إِنَّ المَسِيحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ العَينِ اليُمنىٰ كَأَنَّ عَيْنَه عِنَبَة طَافِية وَ أُرَانِي اللَّيلَةَ عندَ الكعبَةِ فِي المَنَامِ فَإِذَا رجلٌ اٰدَمُ كَأحسَنِ مَا يُرىٰ مِن أُدمِ الرِّجَالِ تَضرِبُ لِمَّتُه بَينَ مَنْكَبَيهِ رَجِلُ الشَّعرِ، يَقطُرُ رَأسُه مَاءً، وَاضِعًا يَدَيهِ عَلىٰ مَنْكِبَيْ رَجُلَينِ وَهُوَ يَطُوفُ بِالبَيتِ ، فَقُلتُ مَنْ هٰذَا؟ فَقَالُوا: هٰذَا المَسِيحُ بنُ مَريمَ، ثُمَّ رَأيتُ رَجُلاً وَرَاءَه جَعْدًا قَطِطا، أَعْوَرَ العَينِ اليُمنىٰ، كَأَشْبَهِ مَنْ رَأيتُ بِابنِ قَطَنٍ ، وَاضِعا يَدَيهِ عَلىٰ مَنْكِبَيْ رَجُلٍ يَطُوفُ بِالبَيتِ، فَقُلتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوا:المَسِيحُ الدَّجَّالُ.

(رواہ الشیخان واللفظ للبخاري)

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے

"بے شک اللہ کانا نہیں ہے، جبکہ مسیحِ دجال کی دائیں آنکھ کانی ہے، گویا اس کی آنکھ انگور کا پھولا ہوا دانہ ہے، اور میں نے اپنے آپ کو خواب میں کعبہ کے پاس دیکھا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک گندم گوں آدمی ہے ان جیسے لوگوں میں خوبصورت، اس کے بال دونوں مونڈھوں کے درمیان لٹک رہے ہیں، اور گھنگریالے ہیں، سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔ دو مردوں کے کندھے پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے ہوئے کعبہ کا طواف کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ تو کہا گیا یہ مسیح ابن مریم ہیں۔ پھر میں نے گھنگریالے بالوں والا ایک دوسرا شخص دیکھا ان کے پیچھے، اس کی دائیں آنکھ کانی تھی، میرے دیکھے ہوئے لوگوں میں وہ ابن قطن کے زیادہ مشابہ تھا۔ ایک دوسرے شخص کے کندھوں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا گیا یہ مسیحِ دجال ہے۔" (بخاری ومسلم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے، عالم الغیب ہے، قیامت کا علم جاننے والا ہے۔ اور درود و سلام ہو اس کے آخری نبی ﷺ پر، جس نے اپنی امت کی رہنمائی کی، فتنوں سے بچنے کا راستہ بتایا۔ علاماتِ قیامت کی خبر دی۔ اور درود و سلام ہو آپ ﷺ کے آل و اولاد پر، تمام صحابہ کرام پر اور ہر اُس شخص پر جو آپ کا تابع و مطیع ہو۔

قیامت کا وقوع اور اس کے احوال پر ایمان دینِ اسلام کے تین بنیادی عقیدوں میں سے ایک ہے، قیامت کب آئے گی؟ اس کا پورا علم اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے۔ **حدیثِ جبریل** کے نام سے کتبِ حدیث میں ایک روایت ملتی ہے جس میں حضرت جبریل علیہ السلام انسانی شکل میں آکر نبی کریم ﷺ سے اسلام، ایمان، اِحسان اور قیامت کے بارے میں چند سوالات کرتے ہیں۔ قیامت کے بارے میں جب انہوں نے پوچھا کہ کب آئے گی تو آپ ﷺ نے فرمایا "جس سے سوال پوچھا گیا وہ پوچھنے والے سے زیادہ جاننے والا نہیں ہے" پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے قیامت کی نشانیوں کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اس کی یہ علامت بتائی کہ جب باندی اپنی مالکہ جنے گی، اور جب تم دیکھو کہ ننگے پاؤں، ننگے بدن، فقیر اور بکریاں چرانے والے لوگ تعمیرات بنانے میں مقابلہ کریں۔ ان سوالات کے بعد وہ چلے گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ جبریل تھے تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔ (مسلم)

اسی وجہ سے بعض علماء علاماتِ قیامت کے علم کو دین کے چار بنیادی ارکان میں شامل کرتے ہیں۔ یعنی اسلام، ایمان، احسان اور علاماتِ قیامت۔ چونکہ قیامت کے دن کا ٹھیک ٹھیک علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے، اس کا علم اس کی علامتوں سے ہی ہو سکتا ہے، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے تفصیل کے ساتھ قیامت کی نشانیاں اپنی امت کو بتلائی ہیں، جنہیں علما "**أشراط الساعة**" کے عنوان سے ذکر کرتے ہیں۔

قیامت کی علامات تین قسم کی ہیں۔ پہلی قسم وہ جنہیں دور کی علامتیں قرار دیا گیا ہے جو قیامت کے قریب ہونے کی علامات تو ہیں لیکن دوسری علامات کی بہ نسبت قیامت سے دور ہیں، جیسے رسول اللہ کی بعثت و وفات، معجزہ شق القمر وغیرہ۔ دوسری قسم درمیانی علامات ہیں، جیسے امت میں دینی لحاظ سے بداعمالیوں کا پھیلنا وغیرہ۔ اور تیسری قسم وہ ہیں جو

قیامت کے بہت قریب ہیں جیسے خروج دجال، ظہور امام مہدی، نزولِ عیسی، دابۃ الارض وغیرہ۔

جن شخصیات کا قربِ قیامت میں آنے کا تذکرہ ملتا ہے اُن میں دو شخصیات، امام مہدی اور دجال تقریباً ایک ہی زمانے میں ہوں گے۔ ان کی واضح نشانیاں رسول اللہ ﷺ نے احادیث مبارکہ میں بتائی ہیں۔

حضرت امام مہدی آخر زمانے کی ایک ایسی شخصیت ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نبوی منہج پر خلافت کو قائم فرمائے گا۔ امت مسلمہ کو زوال کی گہرائیوں سے نکال کر غلبہ و استحکام نصیب فرمائے گا۔ دنیا جو کہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہو گی دوبارہ اس کو امن وعدل سے بھر دے گا۔ بیت المقدس ان کے ہاتھوں فتح ہو گا، رومیوں کو شکست دیں گے۔، جب ایک عرب بادشاہ کی موت پر اختلاف پیدا ہو جائے گا تو عالم اسلام سے مختلف علماء انہیں ڈھونڈنے آئیں گے، اور ان کو ان علامتوں سے پہچان لیں گے جن کا حدیث میں تذکرہ ہے۔ اس وقت ان کا ظہور بیت اللہ اور رکنِ یمانی کے درمیان بیعت سے ہو گا، وہ علما خلافت کے لئے ان کی بیعت کریں گے، بیعت کے بعد شام کا ایک "سفیانی" بادشاہ ان کے خلاف لشکر بھیجے گا جس کو اللہ تعالیٰ مدینہ کے قریب "بیداء" کے مقام پر زمین میں دھنسا دے گا۔

قسطنطینیہ کو فتح کریں گے جس پر دجال غضبناک ہو کر باہر نکل آئے گا۔ اور پوری زمین میں فتنہ وفساد پھیلائے گا۔ دجال کا فتنہ دنیا کا عظیم ترین فتنہ ہے، چونکہ دجال کا کامل ظہور اس امت میں ہونے والا ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو اس بارے میں واضح ہدایات دی ہیں۔ دجال کا حلیہ، اس کے نکلنے کی جگہ، اس کی نفسیات، شعبدے، خوارق اور بہت ساری تفصیلات احادیث میں وضاحت کے ساتھ بیان ہوئی ہیں۔ دجال کی عمر اس کے ظہور کے بعد 40 دن ہو گی جن میں پہلا دن سال کے برابر دوسرا دن مہینے کے برابر، تیسرا ہفتے کے برابر اور باقی دن معمول کے مطابق ہوں گے۔ دجال یہودی ہے، اس کی ایک بڑی نشانی یہ ہے کہ اس کی آنکھ کانی ہے، اور اس کے چہرے پر "کافر" کا لفظ لکھا ہوا ہے۔ وہ اپنے رب ہونے کا دعوی کرے گا اور اس کے پاس جنت و جہنم ہو گی۔ ان فتنہ سامانیوں کے ساتھ وہ دنیا کے تمام شہروں کا سفر کرے گا، سوائے مکہ اور مدینہ کے کہ فرشتے ان شہروں کی حفاظت کر رہے ہوں گے، مختلف قسم کے تصرفات کی اسے قدرت حاصل ہو گی، اللہ کی طرف سے بندوں پر یہ سخت ترین آزمائش ہو گی۔ اس کے قتل کے لئے اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان سے نازل کرے گا۔

دجال کے بارے میں محققین کی رائے یہ ہے کہ وہ نہایت طویل عمر والا انسان ہے، جس نے ہمیشہ زمین پر گمراہی اور فساد پھیلانے کی کوشش کی ہے۔ وہ شیطان کا کارندہ ہے جو بندگانِ خدا کو خدا کا باغی بنانا چاہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں یہ ایک جزیرے میں قید تھا اور اس کے ساتھ مشہور صحابی حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی تھی، اور چند سوال و جواب بھی ہوئے تھے، ایک روایت میں خود رسول اللہ ﷺ نے تمیم داری رضی اللہ عنہ سے اس کا واقعہ نقل کیا ہے۔

دجال کے ساتھ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی ملاقات

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے ایک منادی کو یہ اعلان کرتے ہوئے سنا کہ الصلوۃ جامعۃ (یعنی نماز تیار ہے) چنانچہ میں مسجد گئی اور حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، میں عورتوں کی اس صف میں تھی جو مردوں کے بالکل پیچھے تھی۔ جب حضور ﷺ نے نماز مکمل کی تو مسکراتے ہوئے منبر پر تشریف لائے اور فرمایا "ہر شخص اپنی نماز کی جگہ پر بیٹھا رہے" پھر فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کیوں جمع فرمایا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم میں نے تمہیں کسی بات کی ترغیب یا ڈرانے کے لئے جمع نہیں کیا۔ میں نے تمہیں صرف اس لئے جمع کیا کہ (تمہیں یہ واقعہ سناؤں) تمیم داری ایک نصرانی شخص تھے وہ میرے پاس آئے اور اسلام پر بیعت کی اور مسلمان ہو گئے، اور مجھے ایک بات بتائی جو اس خبر کے مطابق ہے جو میں تمہیں دجال کے بارے میں پہلے بتا چکا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے مجھے خبر دی کہ وہ بنو لخم اور بنو جذام کے تیس آدمیوں کے ہمراہ ایک بحری جہاز میں سوار ہوئے۔ انہیں ایک مہینے تک سمندر کی موجیں دھکیلتی رہیں (یعنی سمندری طوفان) پھر وہ سمندر میں ایک جزیرے تک پہنچے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا، تو وہ چھوٹی چھوٹی کشتیوں پر بیٹھ کر جزیرے کے اندر داخل ہوئے تو انہیں وہاں ایک عجیب سی مخلوق ملی جو موٹے اور گھنے بالوں والی تھی۔ بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کے اگلے اور پچھلے حصے کو وہ نہیں پہچان سکے تو انہوں نے کہا کہ تو ہلاک ہو! تو کون ہے؟ اس نے کہا میں جساسہ ہوں، ہم نے کہا کہ جساسہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ تم لوگ گرجے میں اس شخص کے پاس چلو جو تمہاری خبر کے بارے میں بہت بے چین ہے۔ جب اس نے ہمارا نام لیا تو ہم گھبرا گئے کہ کہیں وہ شخص شیطان نہ ہو۔

ہم جلدی جلدی گرجے تک پہنچے وہاں اندر ایک بہت بڑا انسان دیکھا، ایسا خوفناک انسان ہماری نظروں سے نہیں گزرا تھا، وہ بہت مضبوط بندھا ہوا تھا، اس کے ہاتھ کندھوں تک اور گھٹنے ٹخنوں تک لوہے کی زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے۔ ہم نے پوچھا تو ہلاک ہو تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ ہم عرب کے لوگ ہیں (اس کے بعد تمیم داری نے اپنے بحری سفر، طوفان، جزیرہ میں داخل ہونے، جساسہ سے ملنے کی تفصیل دہرائی) اس نے پوچھا کیا بیسان کی کھجوروں کے درختوں پر پھل آتے ہیں؟ ہم نے کہا ہاں۔ اس نے کہا وہ زمانہ قریب ہے جب ان درختوں پر پھل نہیں آئیں گے، پھر اس نے پوچھا بُحیرہ طبریہ میں پانی ہے یا نہیں؟ ہم نے کہا ہاں اس میں بہت پانی ہے۔ اس نے کہا کہ عنقریب اس کا پانی خشک ہو جائے گا۔ پھر اس نے پوچھا زُغر کے چشمے کا کیا حال ہے؟ اس چشمے میں پانی ہے اور کیا اس کے قریب کے لوگ اس پانی سے کاشت کاری کرتے ہیں؟ ہم نے کہا ہاں۔ پھر اس نے پوچھا: اُمیوں (ناخواندہ لوگوں) کے نبی کے بارے میں بتاؤ کہ اس نے کیا کیا؟ ہم نے کہا کہ وہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے، اس نے پوچھا کہ کیا عربوں نے اس سے جنگ کی ہے؟ ہم نے کہا ہاں۔ اس نے پوچھا انہوں نے عربوں سے کیا معاملہ کیا؟ ہم نے اس کو تمام واقعات بتائے۔ جو لوگ عربوں میں عزیز تھے ان پر آپ نے غلبہ حاصل کیا اور انہوں نے اطاعت قبول کی۔ اس نے کہا ان کے حق میں اطاعت ہی بہتر ہے۔ اب تمہیں میں اپنا حال بتاتا ہوں۔ میں مسیح ہوں، عنقریب مجھ کو نکلنے کا حکم دیا جائے گا، میں باہر نکلوں گا، اور زمین پر سفر کروں گا، یہاں تک کہ کوئی آبادی ایسی نہیں چھوڑوں گا جہاں میں داخل نہ ہوں، چالیس راتیں برابر گشت میں رہوں گا۔ لیکن مکہ اور مدینہ میں نہیں جاؤں گا۔ وہاں جانے سے مجھ کو منع کیا گیا ہے۔ جب میں ان میں سے کسی میں داخل ہونے کی کوشش کروں گا تو ایک فرشتہ تلوار لئے ہوئے مجھے روکے گا، ان شہروں کے ہر راستے پر فرشتے مقرر ہوں گے۔

(یہ واقعہ سنانے کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے اپنا عصا منبر پر مار کر فرمایا: ”یہ ہے طیبہ، یہ ہے طیبہ، یعنی المدینہ“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: آگاہ رہو میں تم کو یہی نہیں بتایا کرتا تھا؟ ہوشیار رہو کہ دجال شام کے سمندر میں ہے یا یمن کے سمندر میں ہے، نہیں بلکہ وہ مشرق کی طرف ہے، وہ مشرق کی طرف ہے، وہ مشرق کی طرف ہے۔ (مسلم 5235)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دجال کے ساتھ صحابہ کی ملاقات ہو چکی ہے، اور اس کے بعد بھی اس سے ملاقات کا امکان موجود ہے۔ اگرچہ اسے باہر نکل آنے کی بہت بے تابی تھی لیکن سوالات میں پوچھی گئی نشانیاں اُس وقت پوری نہیں ہوئی تھیں، کچھ عرصہ ہوا

وہ نشانیاں پوری ہوتی نظر آرہی ہیں، اس لئے ممکن ہے کہ اس کو باہر نکل آنے کا اجازت مل گئی ہو، زیرِ نظر قصہ اس امکان کے وقوع کی طرف وضاحت کے ساتھ اشارہ کررہاہے۔

طواف والی روایت

بخاری و مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دجال طواف کرتے ہوئے دکھایا جاتاہے۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بے شک اللہ کانا نہیں ہے، جبکہ مسیحِ دجال کی دائیں آنکھ کانی ہے، گویا اس کی آنکھ انگور کا پھولا ہوا دانہ ہے، اور میں نے اپنے آپ کو خواب میں کعبہ کے پاس دیکھا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک گندم گوں آدمی ہے ان جیسے لوگوں میں خوبصورت۔ اس کے بال دونوں مونڈھوں کے درمیان لٹک رہے ہیں۔ اس کے بال گھنگریالے ہیں، سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں، دو مردوں کے کندھے پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے ہوئے کعبہ کا طواف کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ تو کہا گیا یہ مسیح ابن مریم ہیں۔ پھر میں نے گھنگریالے بالوں والا ایک دوسرا شخص دیکھا ان کے پیچھے، اس کی دائیں آنکھ کانی تھی، میرے دیکھے ہوئے لوگوں میں وہ ابن قطن کے زیادہ مشابہ تھا۔ ایک دوسرے شخص کے کندھوں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے بیت اللہ کا طواف کررہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ مسیحِ دجال ہے۔"(بخاری و مسلم)

دوسری طرف احادیث میں یہ بھی آیاہے کہ دجال مکہ اور مدینہ میں داخل نہیں ہو سکتا، ااور حضرت تمیم داری رضی اللہ والی روایت میں اس کے بندھے جانے کا تذکرہ ملتا ہے، جس کی وجہ سے بعض حضرات نے یہ سمجھا ہے کہ دجال اپنے خروج تک اسی جگہ قید رہے گا۔ حالانکہ کئی محققین قید سے اس کے آزاد ہوجانے کے قائل ہیں۔ جبکہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال کعبے کا طواف کرے گا اور اسے رسول اللہ ﷺ کو طواف کی حالت میں دکھایا گیاہے۔ اس تعارض کے جواب میں علامہ ابن حجرؒ نے فرمایاہے کہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد کہ "دجال مکہ و مدینہ میں داخل نہیں ہوگا" یہ اس کے خروج کے بعد کی بات ہے۔(فتح الباری 6/489)یعنی خروج سے پہلے مکہ یا مدینہ جاسکتاہے۔

از زین العابدین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دو شخصیات کا قصہ

زیرِ نظر قصہ دو شخصیات کے درمیان پیش آیا، ان میں ایک شخصیت کا نام "ابو عبد اللہ" ہے، مختلف علامتوں کی وجہ سے جن کا حدیث میں تذکرہ ہے یہ گمان کیا جاتا ہے کہ یہی "امام مہدی" ہیں۔ واللہ اعلم

دوسری شخصیت جس کا نام اس قصے میں "عبد القادر" ہے، اس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ دجال ہے۔ اُس کی مختلف علامات (جن کا حدیث میں ذکر ہے اور جن کا جابجا حاشیہ میں حوالہ دیا گیا ہے) اس پر منطبق ہوتی ہیں۔ قدرت کا کرنا ایسا ہوتا ہے کہ ان دونوں شخصیات کی یمن میں ملاقات ہوتی ہے اور پھر کئی سال تک ان کا آپس میں رابطہ و تعلق رہتا ہے۔ یہ قصہ اگرچہ وہم وخیال نہیں ہے لیکن تعجب خیز ہونے میں اس سے بھی بڑھ کر ہے۔

یہ 90 کی دہائی اور اس کے کچھ بعد تک کے واقعات ہیں، جنہیں قلمبند کیا گیا۔ سعودی عرب کے اندرونی حالات کی وجہ سے انہیں اس وقت شائع نہیں کیا گیا، البتہ جب بہت ساری باتوں کی تصدیق ہو گئی اور کئی ساری کڑیاں آپس میں ملتی دکھائی دیں تو ابو عبد اللہ کے ساتھ پیش آنے والے ان واقعات کو "المسیح الدجال یطوف بالکعبة" کے نام سے شائع کیا گیا۔

شخصیات اور جگہوں کے نام اسی طرح ہیں جس طرح اس قصے کے راوی نے ذکر کئے ہیں۔ قصے کا محور دو شخصیات ہیں، (ابو عبد اللہ اور عبد القادر) ہم نے دونوں شخصیتوں کی تحدید و تعیین میں اپنی سی کوشش کی ہے البتہ قاری کو بھی کچھ اختیار دیا ہے کہ وہ خود سے تعیین کرے۔ باجود ان دلائل و علامات کے جو ابو عبد اللہ کی شخصیت کو واضح کرتی ہیں، خود ابو عبد اللہ (جو اس قصے کے راوی اور محور ہیں) کو اپنی ذات کے بارے میں یہ یقین نہیں ہے۔ الا یہ کہ اللہ انہیں ظاہر کرے اور اس امر کا فیصلہ فرمادے جو اللہ کے ہاں ہو جانے والا ہے۔ اس قصے کی تفصیلات ہم نے براہ راست "ابو عبد اللہ" سے حاصل کی ہیں، اور کچھ ان بعض افراد سے جو "ابو عبد اللہ" کے ساتھ رہے ہیں۔

ابو عبداللہ کا تعارف

اس قصے کے راوی (جو اس کی مرکزی شخصیت بھی ہیں) ابو عبداللہ محمد بن عبدہٗ بن صلاح شیخ ہیں، جن کا تعلق یمن کے ایک علاقے "عزلۃ الحوادل" کی ایک بستی "کرعۃ" سے ہے، جو تہامہ میں ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب حجاز کے سادات سے ملتا ہے، آپ کی پیدائش ۲۸ جمادی الاولی ۱۳۹۲ھ (9 فروری 1972ء) کو بروز اتوار مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام آمنہ بنت عائش بن اسماعیل شیخ ہے۔ 1990ء میں جنگِ خلیج کے ہنگامے میں آپ اپنے خاندان سمیت حرمین سے نکلے، یمن کے علاقے "حُدیدہ" میں امامت و خطابت کی ذمہ داری سنبھالی۔ آپ نے سیکنڈری تک تعلیم مکہ مکرمہ میں ہی حاصل کی، قرآن کریم بچپن میں حفظ کیا، علوم شرعیہ حرمِ مکہ میں حاصل کئے، مکہ کی ایک مسجد میں امامت کے منصب پر بھی رہے۔ بعض حلقوں میں تدریس کی ذمہ داری بھی ادا کی۔ یمن کے ایک تعلیمی ادارے میں بھی کچھ عرصہ تدریس کی۔ شیخ مقبل کے زمانے میں "دماج" کے دارالحدیث میں کئی سال تک افادہ و استفادہ کرتے رہے۔ علاماتِ قیامت، فتنوں اور آخری زمانے کی جنگوں کے متعلق احادیث کے ساتھ آپ کو خصوصی شغف تھا، اس فن میں آپ کو مہارت حاصل تھی۔ اس کے بعد آپ حرمین شریفین واپس لوٹے، اور کچھ عرصے بعد گرفتار ہوگئے جس کا تذکرہ آگے آئے گا، آگے پیش آنے والے واقعات کی وجہ سے آپ کی باتیں موضوعِ سخن بن گئیں، اور لوگوں میں پھیل گئیں۔

حضرت امام مہدی کی شخصیت کے بارے میں ان بہت ساری صفات کا (جن کا تذکرہ احادیث میں وارد ہوا ہے) آپ کی ذات میں موجودگی کی وجہ سے سعودی حکومت آپ سے خوفزدہ ہوئی، اور دوبارہ آپ کو گرفتار کرنے کی کوشش کی لیکن آپ یمن چلے آئے، جبکہ آپ کے خاندان کے سو قریب افراد کو گرفتار کیا گیا جن میں 30 بچے اور خواتین تھیں، اور 70 آپ کے گھر والے، دوست ورشتہ دار تھے، ان میں آپ کے والد بھی تھے جن کی عمر 80 سال کے قریب تھی، جو اپنے گھر والوں کی کثیر تعداد کی گرفتاری کا صدمہ برداشت نہ کرسکے اور انتقال کرگئے۔ ان افراد کی رہائی 8 سال کے بعد ممکن ہوسکی۔ (اس کی تفصیل مشہور فلم "جوار الحرم" میں دیکھی جاسکتی ہے، جس میں ابو عبداللہ کے خاندان کے مختلف افراد کے انٹرویوہیں اور یوٹیوب پر دستیاب ہے)

دعوت کے عمل میں آپ بہت سرگرم تھے۔ "حركة أنصار المهدي" کے عہدیداروں میں سے تھے۔ فتنوں کے باب میں اللہ کی طرف سے کچھ فتوحات والہامات سے بھی آپ کو اچھا خاصا حصہ عطا کیا گیا تھا۔

90ء کی دہائی میں سعودی عرب کی سرزمین سے یمنیوں کو نکالا گیا، تو سعودی حکومت نے یہ قانون جاری کیا کہ یمنی، سعودی سرزمین میں بغیر کفیل کے داخل نہیں ہوسکتے، کفالت کے حصول کے لئے بھی قسم قسم کی رکاوٹیں اور دشواریاں، اس حالت میں سات سال گزر گئے۔ اس کے بعد سعودی عرب نے یمنیوں کو ملک میں صرف داخلے کا ویزہ جاری کیا۔ جس کی وجہ سے کچھ آسانی پیدا ہوگئی۔ رمضان ۱۴۱۸ھ (۱۹۹۷ء/ ۱۹۹۸ء) میں اس قصے کی ابتدا ہوتی ہے۔[1]

---

(1) اس زمانے میں تقریباً 1995ء کے دسمبر میں اریٹیریا نے یمنی جزیرے "حُنَیش الکبری" پر قبضہ کیا۔ عالمی برادری کی کوششوں سے نومبر 1998ء میں یہ واپس یمن کو ملا۔ یہاں اگر غور کیا جائے تو حدیث میں دجال کی جگہ اور زمانے کے بارے میں کچھ اشارات ملتے ہیں۔ حضرت تمیم داری کے قصے میں آتا ہے کہ دجال ایک جزیرے میں قید تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا خبردار! وہ شام کے سمندر میں ہے، یا یمن کے سمندر میں ہے، نہیں بلکہ وہ مشرق کی طرف ہے۔ اور آپ ﷺ نے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔

اہلِ کتاب کی کتابوں کی بعض عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال یمن کے جس جزیرے سے نکلے گا وہ "ثعبان کبیر" کے نام سے ہے۔ جبکہ "حُنَیش" حنش کی تصغیر ہے۔ اور "حنش" اژدہا کو کہتے ہیں، جو "ثعبان" کا مترادف ہے۔ کتاب میں وارد لفظ "ثعبان کبیر" ہے جبکہ جزیرہ "حنیش الکبریٰ" ہے۔

اور حقیقت میں اریٹیریا کی پشت پر یہودی تھے، جنہوں نے اسے جزیرے کے اوپر قبضے پر آمادہ کیا۔ اس کا امکان موجود ہے کہ قبضے کے وقت وہ دجال کی خلاصی کا کوئی راستہ ڈھونڈ رہے ہوں۔ واللہ اعلم

حدیث میں آتا ہے کہ "جب سے دنیا بنی ہے ہر سو سال کے آغاز پر کوئی عظیم اَمر واقع ہوتا ہے، چنانچہ ایک دفعہ جب ایک صدی کی ابتدا ہوگی تو دجال باہر نکل آئے گا" (رواہ ابن ابی حاتم فی تفسیر الحاوی 2/89) جیسا کہ تورات میں آتا ہے کہ وہ ہزار کے شروع میں نکلے گا۔ اور اریٹیریا نے مذکورہ جزیرے پر دو ہزار عیسوی کے قریب قبضہ کیا۔ ہوسکتا ہے انہوں نے بعض پیشگوئیوں کی بنیاد پر خاص اس موقع پر دجال کی خلاصی کا وقت سمجھ لیا ہو، بہر حال یہ موضوع مزید بحث وفکر کا تقاضا کرتا ہے، چونکہ اس قصے کے مندرجات ہمیں ان شواہد کی جانب کھینچ رہے ہیں، اس لئے ان کی جانب اشارہ کر دیا گیا ہے تاکہ قاری کو ان کا کچھ علم ہو۔

قصے کی ابتدا

یمنی شہر ”حُدیدہ“ کے مغربی ساحل پر یمنی ایئرلائن کے دفتر کے قریب ”ابوعبداللہ“ اپنی بہن کے ساتھ عمرے کے سفر کی ترتیب بنارہا تھا۔ اس کے پاس یمنی شہد کی اچھی خاصی مقدار تھی، جو اپنے چچا اور ماموں کو ہدیہ دینے کے ارادے سے ساتھ لی تھا۔ ابوعبداللہ کسی مسافر کو ڈھونڈ رہا تھا جو دورانِ سفر اس کا بوجھ ہلکا کرے، اور اس کے ساتھ اتنا سامان لے جائے جتنی مقدار کی ہر مسافر کو اجازت ہوتی ہے۔

دوسری شخصیت

اس دوران ”ابوعبداللہ“ کی نظر سرخی مائل گندم گوں رنگ کے ایک شخص پر پڑی، جس کے چہرے پر زردی کا اثر بھی تھا، جیسے حبشیوں کا رنگ وروپ ہوتا ہے۔ عربوں کا رومال اس نے سر پر لٹکایا ہوا تھا جس نے اس کی پیشانی کو چھپایا ہوا تھا، اور اس کے ناک کے سرے تک پہنچ گیا تھا۔ کالا چشمہ پہنے ہوئے تھا، جو وہ عموماً پہنتا تھا تاکہ اپنی آنکھوں کی سیاہی میں موجود سفیدی کو چھپائے[1]۔ کیونکہ اس کی آنکھوں میں سفید ناخنہ تھا، اس کی یہ مجموعی رنگت اس کو زیتونی (زردی مائل سرخ) رنگ کے قریب کردیتی تھی۔[2] اس نے کہا کہ میں ایک آنکھ سے دیکھ سکتا ہوں دوسری سے نہیں[3]۔ بلند پیشانی والا، سر کو اکثر گول حرکت دیتا تھا۔[4] اس کی داڑھی اس کی ٹھوڑی پر تھی۔[1] اس کے بال گھنگھریالے تھے[2]۔ اس کے

---

(1) عبدالقادر کی مذکورہ صفات دجال کے خاکے کے ساتھ بہت مشابہت رکھتی ہیں۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ دجال کا رنگ گندمی سرخی مائل ہے، اس کے بال گھنگریالے ہیں، گویا وہ درخت کی الجھی ہوئی شاخیں ہیں، یا گویا اُس کے بال، کیچڑ اور پانی کے ساتھ ملائے گئے ہیں اور ایسے لگتا ہے جیسے حبشیوں کے بال۔ مسلم شریف میں آیا ہے کہ اُس کے بال بہت زیادہ ہوں گے، بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ نے حضور ﷺ سے نقل کیا کہ ”ایک بھاری بھرکم آدمی، سرخ رنگت والا اور گھنگریالے بالوں والا تھا“

(2) حضرت ابیّ بن کعب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا ”اس کی ایک آنکھ سبز رنگ کا شیشہ ہے“ (مسند احمد)

(3) (حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اس کی دائیں آنکھ کانی ہے“ (مسند احمد) اور حضرت کعبؓ سے یہ بھی منقول ہے کہ اس کی دائیں آنکھ بے نور ہوگی۔ (الفتن نُعیم بن حماد)

(4) حدیث میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے رسول اللہ ﷺ سے دجال کے بارے میں منقول ہے کہ ”گویا اس کا سر چھوٹا سانپ ہے“ (مسند أحمد وطبرانی) اَصَلَة اس چھوٹے سانپ کو کہتے ہیں جو زہریلا ہو اور اپنے سر کو حرکت دے کر گھماتا ہو)

رانوں کے درمیان کشادگی اور فاصلہ تھا۔[3] چلتے ہوئے یہ بات زیادہ ظاہر ہوتی۔ قد کی لمبائی تقریبا 170 سے 180 سنٹی میٹر ہوگی۔[4] چہرے کے خد و خال سے سابق امریکی صدر "اوباما" کی طرح معلوم ہوتا تھا۔[1]

---

(1) یعنی اس کی داڑھی صرف اس کی ٹھوڑی پر ہے، حضرت نواس بن سمعان الکلابی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اگر وہ دجال تم میں نکل آیا تو میں تمہاری طرف سے اس کے لئے کافی ہو جاؤں گا، اور اگر وہ نکلا اور میں تم میں موجود نہیں تھا تو ہر شخص خود اپنا ذمہ دار ہے، ہر مسلمان کے لئے میری طرف سے اللہ خلیفہ ہو گا۔ وہ جوان، گھنگریالے بالوں والا، اس کی داڑھی (ٹھوڑی) پر کھڑی ہے۔ گویا وہ عزی بن قطن کا ہم شکل ہے۔ جو بھی تم میں سے اسے دیکھے تو سورتِ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے۔ (رواہ الحاکم فی المستدرک)

(2) حضور اکرم ﷺ سے دجال کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا "گویا اس کے سر کے بال درخت کی شاخیں ہیں" (مسند أحمد) یہ بھی وارد ہوا ہے کہ آپ ﷺ نے تین بار فرمایا "اس کے بال بل دے کر گھنگریالے بنائے گئے ہیں۔ (مسند أبی یعلی)

(3) رانوں کے درمیان فاصلے کو عربی میں فحج کہتے ہیں۔ اور حدیث میں لفظِ "افحج" آیا ہے (النهاية في غريب الأثر) ابو داؤد میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میں نے تمہیں دجال کے بارے میں بتایا ہے یہاں تک کہ مجھے خوف ہوا کہ تم ابھی پوری طرح نہیں سمجھے، بے شک مسیح دجال ٹھگنے قد کا ہے اور اس کی رانوں کے درمیان فاصلہ ہے۔ (رواہ ابو داود عن عبادۃ بن صامت)

(4) اگر مسیح دجال جزیرے میں محبوس ہے جیسا کہ حدیث میں ہے تو وہ باہر نکل کر لوگوں کے درمیان کیسے چلتا ہے؟

حدیث میں وارد ہے کہ دجال نے کھانا کھایا اور بازاروں میں پھرا۔ (الدانی)۔ اور یہ بھی رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "دجال آج کے دن تک کھانا کھاتا رہا ہے" (رواہ ابو یعلی والحاکم) لیکن اس کا یہ چلنا پھرنا اپنی حکومت کے قیام کے لئے نہیں ہو گا، بلکہ صرف چھیڑ چھاڑ اور فساد پھیلانے کے واسطے ہو گا۔ اور شاید جزیرہ اس کے لئے محض رہائش گاہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ مختلف روایات کے مجموعے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دجال ایک معمر ترین شخصیت ہے۔

اس کی تقویت اس سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی امت کو دجال کے فتنے سے ڈرایا ہے، حالانکہ دونوں کے درمیان کافی دور کا فاصلہ ہے۔ اسی طرح ہر نماز میں اس کے شر سے پناہ مانگنے کی دعا اور اس کی ترغیب چودہ سو سال سے احادیث میں نقل در نقل چلی آرہی ہے۔ ان سب سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ وہ اپنے ظہور سے پہلے بھی فساد پھیلانے، گمراہ کرنے میں ملوث ہو گا۔ حدیث میں ہے کہ "ہر ایک فتنہ دجال کے فتنے کے لئے راستہ ہموار کر رہا ہے" (مسند أحمد) گویا ہر فتنے کا دجال کے عظیم فتنے کے ساتھ تعلق ہے۔

اس منظر نے "ابوعبداللہ" کی توجہ کھینچ لی، چنانچہ وہ اس کی طرف گیا اور اپنا تعارف کیا کہ میں "حدیدہ" کی جامع سعد بن ابی وقاص میں امام وخطیب ہوں۔ اس وقت یہ مسجد سلفی و اخوانی تنازع کی وجہ سے بہت مشہور تھی، ابوعبداللہ دونوں کے درمیان ترازو کے کانٹے کی طرح غیر جانبدار تھے، لہذا دونوں فریقین ان کے امام وخطیب بننے پر راضی تھے، اس شخص نے مسجد کے پہچاننے سے ایسا انکار کیا گویا اس نے اس کے بارے میں کچھ سنا ہی نہیں ہے۔

اُس نے تعارف کرتے ہوئے اپنا نام "عبدالقادر محمد حید باقاصی" بتایا، اور کہا کہ وہ یمنی شہری ہے۔ ابوعبداللہ نے اُسے اپنی مشکل بتاتے ہوئے مدد طلب کی، کہ میرے پاس شہد کی زیادہ مقدار موجود ہے، اس لئے اپنے ساتھ شہد کی کچھ مقدار لے جائیں۔ عبدالقادر نے ہامی بھری۔ دوونوں نے ایک دوسرے کو اپنا ٹیلی فون نمبر دیا۔ اس وقت ٹیلی فون گھروں میں ہوتے تھے، اور موبائل فون بہت مالدار لوگوں کے پاس ہوتے تھے۔ عبدالقادر نے اپنے ایک پڑوسی کا نمبر دے دیا، ملاقات ختم ہوئی اور دونوں نے بعد میں رابطہ کرنے کا وعدہ کیا۔

ابوعبداللہ نے اس کے بعد کئی بار اس نمبر پر رابطہ کرنے کی کوشش کی، لیکن جب بھی وہ نمبر ملاتا تو ایک ریکارڈ شدہ آواز سنائی دیتی جو بلیوں کے لڑنے جیسی ہوتی تھی، باالآخر ایک عورت کی آواز سنائی دی جو حبشی لہجے میں عربی بول رہی تھی، اس نے کہا میں اس نام کے کسی شخص کو نہیں جانتی، نہ ہی ہمارے پڑوس میں اس نام کا کوئی شخص موجود ہے۔

پرواز کا دن آپہنچا، ابوعبداللہ ائیرپورٹ چلا گیا، اور اپنی بہن کے ساتھ لائن کے آخر میں لگ گیا۔ مسافروں کی کثرت کی وجہ سے لائن کافی لمبی تھی، کہ اچانک ایک شخص جو یمنیوں کی طرح پاجامہ پہنے ہوئے تھا، ائیرپورٹ کے دفتر سے اس کی طرف آنے لگا، اس کے پستول سے لگ رہا تھا کہ وہ سکیورٹی افسر ہے۔ ابوعبداللہ کے پاس آکر کھڑا ہو گیا، اور کہا کہ اپنے گھر والوں اور سامان کے ساتھ میرے پیچھے آیئے۔ اس بات سے ابوعبداللہ کو کچھ پریشانی لاحق تو ہوئی کہ اسے سلامتی کے خلاف کسی مشکوک سرگرمی کی وجہ سے یہاں طلب کیا جارہا ہے۔ لیکن کسی انتظار کے بغیر اس کے پاسپورٹ پر مہر لگا دی گئی اور لائن میں لگنے سے بچ گیا،

---

(1) یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ دجال کو اپنی شکل تبدیل کرنے میں خصوصی ملکہ حاصل ہے، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ابن صیاد سے مدینہ کے ایک راستے میں ملے، وہ آپ کی ایک بات سے اتنا غصہ ہوا کہ پھول گیا یہاں تک کہ اس نے پوری گلی بھر دی۔ (مسلم) اس کے قتل والی روایت میں ہے کہ دجال جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو ایسا پگھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں پگھلتا ہے۔

ابو عبداللہ نے اس پر کچھ خفت محسوس کی کہ باقی مسافر لائن میں کھڑے تھے اور ابو عبداللہ کو جاتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔

افسر نے سوال کیا، کیا آپ صلاح نہیں ہیں؟

ابو عبداللہ نے جواب دیا: نہیں میں صلاح کا بھائی ہوں۔

افسر نے کہا صلاح نے مجھے "انسٹیٹیوٹ" میں سیکنڈ شفٹ میں پڑھایا ہے، وہ ادارے کی طرف سے نمائندے تھے۔

ابو عبداللہ نے اس کا شکریہ ادا کیا، لیکن ابو عبداللہ کو بہر حال یہ اطمینان نہیں تھا کہ یہ محض ایک شاگرد کی اپنے استاذ کے سامنے ہمدردی اور احسان مندی کا ایک واقعہ ہے، بلکہ ایک غیر محسوس اور نامعلوم خوف کا اندیشہ محسوس کر رہا تھا۔

روانگی والے ہال میں سب سے پہلے پہنچ کر بیٹھنے والا ابو عبداللہ تھا، لیکن اس کا کوئی فائدہ نہیں تھا کیونکہ عبدالقادر نے بہت تاخیر کی یہاں تک کہ تمام مسافروں کے دستاویزات تصدیق کے عمل سے گزر گئے اور وہ جہاز پر چڑھنے لگے۔ ابو عبداللہ ابھی تک شہد کی بھاری مقدار لئے عبدالقادر کے انتظار میں تھا، یہ انتظار اسے بہت بھاری محسوس ہو رہا تھا۔

بالکل آخری وقت میں عبدالقادر نظر آگیا، جو احرام کے کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ ائیر پورٹ کے اندر مشکوک ہیئت کے ساتھ آہستہ قدموں سے چلتا ہوا ہال میں موجود لوگوں کے چہروں کو توجہ سے دیکھ رہا تھا۔ ابو عبداللہ اس کی طرف اٹھ کھڑا ہوا اور گرم جوشی سے اس کا استقبال کیا، تاخیر پر تنبیہ کی لیکن اس نے کچھ اہمیت نہیں دی۔ ابو عبداللہ نے عبدالقادر کا پاسپورٹ لے کر مذکورہ افسر کو پیش کر دیا تاکہ جلدی مہر لگا کر جہاز پر چڑھ جائیں۔ ابو عبداللہ جہاز پر سب سے آخر میں چڑھنے والا تھا حالانکہ اس کے دستاویزات پر سب سے پہلے مہر لگائی گئی تھی۔

جہاز میں ایک دوسرا افسر لوگوں کے پاسپورٹ چیک کر رہا تھا۔ تاکہ فوج میں جبری بھرتی (جو اس وقت لازمی تھی) کے لئے انتخاب کر سکے۔ ابو عبداللہ نے اس میں حصہ نہیں لیا تھا، بلکہ اس نے ایک سال کی مہلت لی ہوئی تھی۔ اب جب چیکنگ کے دوران اس کی باری آئی تو پتہ چلا کہ مدت تو ختم ہو چکی ہے، افسر نے اسے کہا کہ آپ سفر نہیں کر سکتے کیونکہ آپ نے

ابھی تک فوج میں بھرتی ہو کر حصہ نہیں لیا، ابوعبداللہ نے مالی جرمانہ دیا، اس کے پاس وہ پیسے بھی ختم ہوگئے جو اس نے جدہ ائیرپورٹ سے گھر تک ٹیکسی کے کرایہ کے لئے رکھے تھے۔

سب اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔ ایک سیٹ پر عبدالقادر اس کے ساتھ والی پر ابوعبداللہ اور اس کے ساتھ والی پر اس کی بہن۔ یہ رمضان کے مہینے کی ۲۵ تاریخ تھی، انہوں نے روزہ جہاز ہی میں افطار کیا۔ جہاز جب جدہ ائیرپورٹ پہنچا تو تمام مسافر دو لائنوں میں تقسیم ہوگئے، فیملی والے ایک لائن میں اور بغیر فیملی والے دوسری لائن میں۔ ابوعبداللہ اور اس کی بہن ایک لائن میں جبکہ عبدالقادر دوسری لائن میں لگ گیا، عبدالقادر والی لائن لمبی تھی۔ ابوعبداللہ نے شیشے کی دیوار کے پار عبدالقادر کو دیکھا کہ وہ لائن کے بالکل آخر میں ہے، اور ایک سعودی آفیسر کے ساتھ مسحور کن انداز میں باتیں کر رہا تھا۔ یہ منظر دلچسپی سے خالی نہیں تھا۔ عبدالقادر نے آدھے گھنٹے تک آفیسر سے بات چیت کی، کیونکہ باقی تمام مسافروں میں وہ اکیلا ہی اس آفیسر کے ساتھ کھل کر بات چیت کر رہا تھا، حالانکہ سعودی اریٹیرین لوگوں کے ساتھ یمنیوں کی بہ نسبت اور بھی کم میل جول رکھتے تھے۔ اس منظر نے اس کو مزید حیران کر دیا۔ اس پر وہ اپنی حیرت چھپا نہیں سکا کہ کیسے عبدالقادر نے اس آفیسر کا دل موہ لیا، تو اس سے اس کے بارے میں پوچھ لیا۔ عبدالقادر نے کہا کہ یہ میری فطری عادت ہے، اور اس میں، میں کسی قسم کے تکلف سے کام نہیں لیتا۔

ائیرپورٹ پر دونوں نے رشتہ داروں کی گاڑیوں کا انتظار کیا جن سے ابوعبداللہ نے ائیرپورٹ آنے کا وعدہ لیا تھا۔ ان میں ابوعبداللہ کے دو بھائی صلاح، علی، آپ کا سسر احمد ہادی، اور چچازاد بھائی جس کا نام بھی صلاح تھا شامل تھے، لیکن یہاں دونوں کو ملاقات کی جگہ میں غلط فہمی ہوئی، کیونکہ وہ لوگ ائیرپورٹ کی دوسری جانب انتظار کر رہے تھے۔ جب انہوں نے کافی دیر انتظار کیا تو عبدالقادر نے اس کی وجہ پوچھ لی، ابوعبداللہ نے کہا کہ میرے پاس ٹیکسی کا کرایہ نہیں ہے، اور جو سعودی کرنسی بچا کر رکھی تھی وہ جہاز میں آفیسر نے جرمانے کے طور پر لے لی۔ عبدالقادر نے ٹیکسی کا کرایہ دیا لیکن ابوعبداللہ نے یہ شرط لگائی کہ یہ قرضہ ہے اور میں اسے واپس کروں گا۔ جب یہ ابوعبداللہ کے چچا کے گھر پہنچے تو وہاں معلوم ہوا کہ وہ لوگ تو ابھی تک ائیرپورٹ میں ان کے استقبال کے لئے موجود ہیں۔ تاہم تھوڑی دیر کے بعد سب پہنچ گئے۔ اور مکہ مکرمہ کی طرف عمرے کے لئے جانے سے پہلے انہوں نے یہ رات جدہ میں گزاری۔

عبدالقادر امام بنتا ہے

گفتگو کے دوران عبدالقادر کا کہنا تھا کہ اسے حرم مکی کے امام شیخ سعود الشریم کی قراءت بہت پسند ہے۔ اور یہ بھی کہ وہ شیخ کی قراءت کی بہت اچھی طرح نقل اتار سکتا ہے۔ لیکن جب عبدالقادر نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی تو اپنی آواز میں پڑھائی جس میں شیخ کی آواز کا کوئی شائبہ نہیں تھا، البتہ ابو عبداللہ نے یہ بات ظاہر نہیں کی۔

طواف کرتے ہوئے

پھر یہ تینوں عمرہ کی ادائیگی کے لئے مکہ چلے گئے۔[1] طواف کے وقت صورت یہ تھی کہ ابو عبداللہ اپنی بہن اور عبدالقادر کے ساتھ طواف کر رہا تھا، اس کی بہن دائیں طرف اور عبدالقادر بائیں طرف۔ حجر اسود کے سامنے گزرتے ہوئے بہت رش تھا تو ابو عبداللہ نے اپنی بہن کو اپنے سامنے رکھا، وہ اپنے دونوں بازؤں کے ذریعے اسے طواف کرنے والوں سے بچا رہا تھا۔ جبکہ عبدالقادر اس کے پیچھے اپنے دونوں ہاتھ ابو عبداللہ کے کندھوں پر رکھے ہوئے جا رہا تھا۔[2] جب یہ لوگ حجر اسود سے آگے بڑھ گئے تو پہلی ترتیب کی طرف لوٹ آئے۔

---

(1) یہاں بہ ظاہر تعارض محسوس ہو سکتا ہے کہ اگر عبدالقادر ہی دجال ہے تو وہ مکہ مکرمہ میں کیسے داخل ہوا۔ خاص طور پر جبکہ احادیث میں اس کی صراحت بھی ہے کہ دجال مکہ اور مدینہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مکہ و مدینہ کے سوا دجال ہر شہر کو روندے گا۔ ان دونوں شہروں کے ہر راستے پر فرشتے صف بنا کر کھڑے ہوں گے، اس کی حفاظت کر رہے ہوں گے۔ پھر مدینہ میں تین بار زلزلہ آئے گا، جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس سے ہر کافر اور منافق کو نکال باہر کرے گا۔ لیکن اس کی وضاحت اس سے ہو سکتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "اس دوران کہ میں سویا ہوا تھا، ایک آدمی سرخ رنگ کا بھاری بھر کم گھنگریالے بالوں والا، جس کی دائیں آنکھ کانی ہے، گویا اس کی آنکھ انگور کا نکلا ہوا دانہ ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا یہ دجال ہے۔ (بخاری و مسلم) علامہ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دجال خروج کے بعد مکہ اور مدینہ داخل نہیں ہو سکے گا، لیکن خروج سے پہلے داخل ہو سکتا ہے۔ فتح الباری 6/489) دوسری جگہ بھی یہی فرمایا کہ دجال کے لئے رکاوٹ خروج کے وقت ہو گی، (فتح الباری 13/99)

(2) اور شاید یہی وہ واقعہ تھا جہاں رسول اللہ ﷺ کا خواب سچا ثابت ہوا، صحیحین میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا "بے شک اللہ کانا نہیں ہے، اور مسیح دجال کی دائیں آنکھ کانی ہے، گویا اس کی آنکھ انگور کا پھولا ہوا دانہ ہے، اور میں نے کل رات اپنے کو کعبہ کے پاس دیکھا۔ ایک آدمی گندم گوں رنگت والا، گندمی رنگ کے لوگوں میں سب سے حسین، اس کے بال دونوں کندھوں کے درمیان لٹک رہے تھے، اس کے بال قدرے گھنگریالے تھے، اس کے سر سے پانی کے

ابو عبداللہ کی بہن اس کے دائیں طرف اور عبد القادر بائیں طرف۔ رش کے وقت حجاج اور عمرہ کرنے والوں کے درمیان اس نوع کی ترتیب ایک معمول کا عمل سمجھا جاتا ہے۔ طواف ختم ہونے تک یہی ترتیب رہی۔

عبد القادر ایک کانے امام مسجد کو ڈھونڈتے ہوئے

عمرہ کی ادائیگی کے بعد انہوں نے رات ابو عبداللہ کے بھائی صلاح کے گھر میں گزاری۔ اگلے دن کا افطار ابو عبداللہ کے خاندان کے ایک بڑے "علی مہدی" کے ہاں تھا۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ یہ رمضان کا مہینہ تھا۔

شام کو کھانا کھانے کے بعد عبد القادر نے کہا کہ میرا ایک رشتہ دار ہے میری پھوپھی (یا خالہ) کا شوہر ہے، اور وہ کانا ہے۔ اس نے پچاس سال پہلے اریٹیریا چھوڑا ہے اور یہاں مکہ میں "عتیبیہ" میں ایک مسجد میں امام ہیں۔ ابو عبداللہ نے تراویح کی نماز مؤخر کر دی کہ میں اسے تہجد کے وقت پڑھ لوں گا۔ چنانچہ یہ لوگ اسے ڈھونڈنے نکل کھڑے ہوئے، لیکن اس دوران اتنی تاخیر ہوئی کہ ان سے تہجد کی نماز بھی فوت ہو گئی۔ فضیلت کی اس رات میں عبد القادر نماز فوت ہو جانے کا ذریعہ بنا۔ عتیبیہ میں جس سے بھی ملے اس سے مذکورہ شخص کے بارے میں پوچھا گیا، یہاں تک کہ ایک شخص ملا جس کی عمر ۷۰ سے متجاوز تھی، اس کا نام سالم باوزیر تھا، وہ حضرمی قبیلے سے تھا۔ اس کی بجلی کے آلات واوزار بیچنے کی ایک دکان تھی۔ اس نے کہا کہ میں عتیبیہ میں بچپن سے رہ رہا ہوں، یہاں کا ایک ایک گھر جانتا ہوں، لیکن ان صفات کا حامل کسی امام کو میں نہیں جانتا۔[1] عبد القادر اس شخص کے ساتھ قریب ایک گھنٹے کے مشکوک لیکن عجیب انداز میں گفتگو کرتا رہا۔ اس کے بعد یہ لوگ چلے گئے۔

قطرے ٹپک رہے تھے۔ اپنے دونوں ہاتھ دو شخصوں کے کندھے پر رکھے ہوئے کعبے کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے (بہ ظاہر فرشتوں نے) کہا یہ مسیح بن مریم علیہ السلام ہیں۔ پھر میں نے ایک دوسرا شخص ان کے پیچھے دیکھا جس کے بال سخت گھنگریالے، دائیں آنکھ کانی، میرے دیکھے ہوئے لوگوں میں وہ ابن قَطن کا ہم شکل تھا، اپنے دونوں ہاتھ ایک شخص کے کندھے پر رکھے ہوئے بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ مسیح دجال ہے۔ (الفاظ بخاری کے ہیں، البتہ نُعیم بن حماد نے ان الفاظ کا بھی اضافہ کیا ہے کہ "مجھے خواب میں کعبہ کے پاس مقامِ ابراہیم کے متصل جگہ دکھائی گئی" الفتن)

(1) ممکن ہے عبد القادر مکہ میں جگہ حاصل کرنے کے لئے اپنے کسی ہم شکل و ہم مثل کو ڈھونڈ رہا تھا۔ سوچیں! امام، کانا، اریٹیرین۔ کیا اس کا جادو کے ساتھ کچھ تعلق تھا؟ جیسے کہ بہت سارے جادوگروں کی

مکہ کی ایک بازار میں جو مرد وخواتین سے بھری ہوئی تھی ابوعبداللہ اور عبدالقادر دونوں کو پولیس والوں نے پکڑلیا اور ان سے سعودیہ میں داخلے کے دستاویزات کا مطالبہ کیا، لیکن اس وقت ابوعبداللہ کے پاس کوئی دستاویزات نہیں تھے، اس لئے اسے گرفتار کردیا گیا، اور توہین آمیز انداز میں اسے گاڑی تک لے جایا گیا۔ عبدالقادر نے اپنی شناخت کے کاغذات نکالے اور یوں اسے خلاصی مل گئی۔ عبدالقادر "صلاح" کے گھر گیا اور ابو عبد اللہ کے کاغذات لیکر آیا، لیکن جب کاغذات دکھانے وہ تھانے گیا تو اسے کہا گیا کہ آج جمعرات ہے اور چھٹی کا دن ہے۔ افسر اعلی کو اختیار ہے ہم آپ کے ساتھی کو رہا نہیں کرسکتے۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ پولیس تھانے میں سکیورٹی والوں کے ساتھ بات چیت کے دوران وہی مطلوبہ افسر آگیا۔ پاسپورٹ اس کے سامنے پیش کیا اور کہا کہ ہمارا ارادہ صرف عمرہ کی ادائیگی ہے، افسر نے جواب دیا کہ میں سرکاری چھٹی پر تھا مگر تمہاری قسمت اچھی تھی کہ میں کاغذات دراز میں بھول گیا تھا جن کو لینے میں یہاں واپس آگیا تھا۔ حسبِ عادت عبدالقادر نے اپنے مسحور کن انداز میں آفیسر پر قابو پا کر اسے اپنا تابع بنالیا تھا۔ بہر حال ابوعبداللہ کو رہا کردیا گیا۔

تھانے سے باہر آکر ابوعبداللہ نے عبدالقادر سے کہا کہ مجھے دو باتوں پر بہت حیرت ہے، ایک تو یہ کہ آج پہلا دن ہے آپ کا، آپ نے ہمارا گھر کیسے ڈھونڈ لیا حالانکہ گھر یہاں سے بہت دور ہے، اور وہاں تک پہنچنا آسان نہیں ہے۔ دوسرا یہ کہ پہلی ملاقات میں اپنی طویل لیکن مسحور کن گفتگو سے لوگوں کا دل کیسے جیت لیتے ہیں؟ عبدالقادر نے جواب میں کہا آپ ان چیزوں کے بارے میں زیادہ مت سوچیں، یہ میری طبیعت ہے اور میرا حافظہ بہت قوی ہے، آپ بہت ساری ایسی چیزیں دیکھ لیں گے جو آپ کا ہوش اڑا دیں گی۔ اس شخص کی فطرت وطبیعت کے بارے مین ابوعبداللہ کے دل میں بہت سارے سوالات پیدا ہوگئے، اگر چہ اس کی تراویح وتہجد رہ گئی لیکن سلامتی کے ساتھ واپسی پر سب خوش تھے۔ سب لوگ "صلاح" کے گھر آگئے اور سو گئے۔

ابوعبداللہ کی یمن واپسی

عبدالقادر کے پاس سونے کا ایک کنگن تھا، اس کی خواہش تھی کہ اسے بیچ کر مدینہ منورہ چلا جائے۔ مدینہ جانے کا اسے بہت شوق تھا، لیکن اس دوران ابوعبداللہ کو بھی یمن واپس جانے کا دل میں داعیہ اٹھا، خصوصا رات والے اہانت آمیز واقعے کا اس پر بہت اثر تھا۔

عادت ہے کہ وہ اپنے کسی ہم مثل کے ساتھ رابطہ رکھتے ہیں) یا اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ ابوعبداللہ کو قیام اللیل سے محروم کردے۔ اور اس بہانے سے اسے مسیح دجال کے موضوع کی طرف لے جائے)

عبدالقادر سمیت اس کے بھائیوں نے اسے اس پر راضی کرنے کی کوشش کی کہ وہ یمن واپس جانے کا فیصلہ واپس لے لے، لیکن اس نے انکار کیا۔ ابوعبداللہ نے اپنے بھائی "صلاح" کو عبدالقادر کے ساتھ اچھے سلوک کی تاکید کی اور یمن چلا گیا۔ اس کے اس طرح واپس جانے نے یمن میں اس کے خاندان میں حیرانگی پیدا کی، اس لئے کہ اس کے آنے جانے میں صرف تین دن لگے تھے۔ یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ عبدالقادر بقول خود اس کے بعد مدینہ نہیں گیا۔

عبدالقادر یمن میں

محرم میں یمنی ائیر لائن نے اعلان کیا کہ جو مسافر عمرہ کی ادائیگی کے لئے جہاز پر گئے لیکن واپسی میں زمینی راستے سے یمن آگئے ایسے تمام مسافر واپسی ٹکٹ کی قیمت وصول کر سکتے ہیں۔ ایک ٹکٹ کی قیمت تقریبا54،000 ریال تھی۔ ابوعبداللہ کے پاس اس وقت اس کا اور بہن کے دو ٹکٹ تھے، جو مکہ میں رہ گئی تھی اور اس کے ساتھ واپس یمن نہیں آئی تھی۔ ابوعبداللہ ائیر لائن کے دفتر گیا تاکہ اپنی قیمت وصول کر سکے لیکن وہاں عبدالقادر کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ وہ دفتر کے باہر حبشی شکل و صورت کے ایک شخص کے ساتھ بات چیت میں مصروف تھا۔ (ابوعبداللہ کو اس پر شرمندگی تھی کہ اسے مکہ میں رمضان کے مہینے میں چھوڑ دیا) چنانچہ جاکر اسے سلام کیا اور اس بات پر معذرت کی، عبدالقادر نے تسلی دی اور کہا کہ یہ معمولی بات ہے کوئی خاص مسئلہ نہیں ہے۔ عبدالقادر نے اس سے دفتر آنے کی وجہ پوچھی تو اس نے جواب دیا کہ مجھے ٹکٹ کی قیمت واپس لینے میں دلچسپی ہے۔ البتہ عبدالقادر نے بتایا کہ وہ اپنے پاسپورٹ کی تصویر واپس لینے کے لئے آیا ہے، کیونکہ محکمہ اپنے آفس کے آرکائیو میں اسے محفوظ رکھتا ہے۔ اسے یہ بات کسی طرح پسند نہیں تھی کہ جس جگہ وہ رہا ہو وہاں اس کی کوئی علامت یا نشانی باقی رہے۔ اس کا کہنا تھا کہ یہ ہر جگہ اس کی عادت ہے۔

ابوعبداللہ کے ذہن میں یہی خیال آیا کہ شاید یہ صومالی مجاہدین کی جماعت کا ایک رکن ہے، اور اس حرکت کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ اس کے ذریعے وہ اپنی سلامتی کو محفوظ بنانا چاہتا ہے تاکہ کسی کو اس تک رسائی نہ ملے۔ عبدالقادر نے ابوعبداللہ سے مدد چاہی اسے بھی کوئی تردد نہیں تھا، چنانچہ دونوں آفس کے اندر چلے گئے۔ اس نے اپنی تصویر مانگی اور کہا کہ میں اپنا پاسپورٹ ضائع کرنا چاہتا ہوں۔ وہاں پر موجود شخص نے پاسپورٹ کی تصویر بہت ڈھونڈی لیکن اسے نہیں ملی، آخر اس نے ان دونوں سے کہا کہ آرکائیو میں ڈھونڈنے میں میری مدد کریں۔ جب عبدالقادر کو تصویر مل گئی تو اچانک بجلی چلی گئی، اس شخص نے

تصویر باہر لے جانے کی اجازت دی، چونکہ عبدالقادر کو تصویر مل گئی تھی اس لئے وہ باہر لے گیا اور واپس نہیں کی۔

عبدالقادر کا گھر

ابوعبداللہ کو عبدالقادر کی رہائش کا علم ہو گیا تھا، جو "حدیدہ" شہر کے ایک محلے "بیضاء" میں واقع تھا۔ اسی کے بعد دونوں میں رابطے اور ملاقاتیں ہونے لگیں، بلکہ دیر تک نشستیں ہوتی تھیں۔ جو صبح سے شروع ہوتیں اور رات دیر تک جاری رہتیں۔ اس میں کوئی تعجب کی بات بھی نہیں تھی کیونکہ اس کا انداز بہت دل کش اور مسحور کن تھا۔

ابوعبداللہ جب بھی عبدالقادر سے ملنے اس کے گھر جاتا تو ایک خوفناک خاموشی اور مشکوک قسم کا سکون محسوس کرتا۔ عبدالقادر کے ساتھ گھر میں اس کی ماں کے علاوہ کوئی نہیں رہتا تھا[1]۔ کبھی اسے اس کے سائے کا عکس نظر آجاتا تھا۔ عبدالقادر کے گھر میں بار بار آنے کی وجہ سے اسے اس کی ماں کی صورت وشباہت ذہن میں آگئی کہ وہ ٹھگنے قد کی ہے، جس کی چھاتیاں موٹی ہیں۔[2]

عبدالقادر کیا چھپا رہا تھا؟

عبدالقادر نے بتایا کہ وہ جب تک مکہ میں تھا تو وہ شیخ محمد بن صالح العثیمین کے درس میں شرکت کرتا تھا۔ شیخ درس کے دوران بہت غور اور باریک بینی کے ساتھ اسے دیکھتے، اس کا کہنا تھا کہ شیخ قریب تھا کہ مجھے رسوا کر دیتے۔ اس کے بعد عبدالقادر پس پردہ ہو کر حلقے سے چلا گیا۔ ابوعبداللہ کو اس بات سے سخت حیرت ہوئی کہ عبدالقادر صرف شیخ کے دیکھنے

---

(1) حضرت کعبؓ سے مروی ہے کہ "دجال انسان ہے اور اسے ایک عورت نے جنا ہے" (نُعَیم بن حماد) حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی ولادت مبارکہ بھی اپنی والدہ سے ہوئی تھی، مسیح دجال کا بھی بہت سارے امور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مشابہت وتقابل ہو گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو حضرت جبریل کی پھونک کے بعد پیدا ہوئے جو انہوں نے حضرت مریم علیہا السلام میں پھونکی تھی۔ تو کیا دجال کا باپ کوئی شیطان ہے جو انسانی شکل میں آکر اپنی ضرورت پوری کر چکا؟ اسی وجہ سے مسیح دجال کو مسیح عیسیٰ ہی قتل کریں گے۔ اس میں مزید بحث ہے جس کا یہاں موقع نہیں ہے۔

(2) امام احمد اور امام ترمذی نے رسول اللہ ﷺ سے حدیث نقل کی ہے کہ "دجال کی ماں اور اس کے باپ نے تیس سال اس حال میں گزارے کہ ان کی اولاد نہیں ہوتی تھی۔ اس کے بعد ان کا بچہ ہوا جو کانا تھا، جس کا نفع قلیل اور نقصان زیادہ تھا۔ اس کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن اس کا دل جاگتا ہے۔ اس کے باپ کا قد لمبا ہے، چھریرے بدن والا گویا اس کی ناک چونچ ہے۔ اس کی ماں پُر گوشت، اور اس کی چھاتیاں لمبی ہیں۔

سے کیوں اتنا گھبرا گیا؟ اور وہ ایسی کون سی رسوائی کی بات چھپانا چاہتا ہے؟[1] عبدالقادر کی حرکتیں بھی بہت عجیب تھیں، جب وہ راستے پر چلتا تو اپنا چہرہ کھول دیتا، پھر اچانک چہرہ ڈھانپ لیتا، اور پھر دوبارہ چھپالیتا تھا۔

عبدالقادر کے ساتھ بار بار ان مجلسوں سے ابوعبداللہ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ عبدالقادر کا اصل تعلق اس کے کہنے کے مطابق مصر کے جنوب اور سوڈان کے شمالی علاقے سے تھا جس کا نام "قوص" ہے۔[2] پھر وہ اریٹیریا چلا گیا۔ اس کے بعد وہ صومالیہ میں "الشباب" مجاہدین سے مل گیا، ان کا خزانچی بنا، اور اس کی وجہ سے ان میں اختلافات پیدا ہوگئے۔ جس کی وجہ اس نے یہ بتائی کہ وہ مجاہدین جہاد کرنا چاہتے ہیں لیکن خلافت کا قیام نہیں چاہتے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہوگی کہ عبدالقادر کی اس طرح کی مجلسوں میں اکثر باتیں خلافت کے دوبارہ قیام سے متعلق ہوتی تھیں۔

عبدالقادر کا خواب

عبدالقادر کا کہنا تھا کہ اسے بہت خواب آتے ہیں، اور یہ بچپن سے اسے آتے ہیں جن میں وہ دیکھتا ہے کہ وہ ایک جگہ سے لشکر لے کر نکلتا ہے اور اس نے انگوٹھی پہنی ہوئی ہے، اور اس کے ساتھ اریٹیریا میں پائے جانے والے ایک درخت کا بنا ہوا کالے رنگ کا عصا ہے[3]۔ وہ پورے عالم سے لڑتا ہے، اور غلبہ پالیتا ہے سوائے سعودیہ کے۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ

---

(1) یہ بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ عبدالقادر ہی "دجال" تھا۔ اور تقدیر اسے شیخ کے سامنے لے کر آئی تھی، کیونکہ شیخ کا نسبی تعلق بنو تمیم کے ساتھ تھا جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے "یہ میری امت میں دجال پر سخت ترین لوگ ہیں" (بخاری)

(2) اور اسی نسبت سے اس نے اپنا لقب "باقاصی" بتایا جیسا کہ اس قصے کے شروع میں گزرا۔ حضرت کعبؓ سے مروی ہے کہ "دجال کی ولادت مصر کی ایک بستی میں ہوئی جس کا نام "قوص" ہے" (الفتن نُعیم بن حماد) قوص مصر کے جنوبی علاقے میں سوڈانی سرحد کے قریب وادیٔ حلفی میں ہے۔ باقاصی میں "با" زائد ہے۔ یمن کے حضرمی اور مصر کے کنعانی اسے استعمال کرتے ہیں۔

3 (حضرت کعبؓ سے مروی ہے کہ "مسلمان جب قسطنطینیہ کی فتح کی بعد اس (دجال) کی خبر سنیں گے، تو ان کے ہاتھوں میں جو کچھ ہوگا ان کو گرائیں گے۔ اور اس کی طرف نکل آئیں گے لیکن وہ خبر جھوٹی ہوگی۔ دجال اس کے بعد ہی نکلے گا۔ اس کے ساتھ ایک سانپ سمندر کی جانب لٹک رہا ہوگا" کیا عبدالقادر اس عصا کے ذریعے سانپ کی جانب اشارہ کر رہا تھا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کے مقابلے میں جس نے جادو کو نگل لیا تھا۔ اس کے اریٹیرین ہونے میں بھی اس طرف اشارہ ہے کیونکہ اریٹیریا مصر کے قریب ہے، جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا واقعہ ہوا تھا۔

اپنے لشکر، افسروں اور ڈاکٹروں کے ذریعے اس کو گھیر لیتا ہے۔ سعودیہ میں داخلے کی کوشش کرتا ہے لیکن داخل نہیں ہو پاتا، پھر وہ انہیں واپسی کا حکم دیتا ہے تو وہ واپس ہو جاتے ہیں۔ خواب بیان کرتے وقت عبد القادر نے جو انگوٹھی پہنی ہوئی تھی اس پر لکھا ہوا تھا "ابو البرا العامری"[1]، وہ اپنی انگوٹھی کو دیکھ کر کہہ رہا تھا کہ خواب میں، میں نے ایک دوسری انگوٹھی پہنی ہوئی تھی۔ اور میری یہ کنیت بھی نہیں تھی۔[2]

ابو عبد اللہ کے دل میں یہ خیال آیا کہ جب عبد القادر پوری دنیا پر حکومت کرے گا، اور تمام حکومتیں اس کو تسلیم کر لیں گی تو "سعودیہ" کی یہ جرأت کیسے ہو گی کہ وہ حکم عدولی کرے۔ کیا سعودیہ سے مراد حرمین ہے؟ اور کیا یہ شخص دجال تو نہیں ہے؟ جو حرمین کو اپنا تابع نہیں بنا سکے گا۔ ابو عبد اللہ نے عبد القادر کی پیشانی کو دیکھا کہ کیا اس پر "کافر" کا لفظ لکھا ہوا ہے؟ جو دجال کی ایک علامت ہے، تاکہ اس کا دجال ہونا واضح ہو، ابو عبد اللہ کی نظر اس کی پیشانی پر لکھے ہوئے "کاف" پر پڑی، باقی حروف دیکھے بغیر اس نے جلدی سے اپنی آنکھیں بند کر دی اس خوف سے کہ کہیں یہ دجال ہی نہ ہو۔ اس لئے کہ مشہور یہ تھا کہ دجال مکہ میں داخل نہیں ہو سکتا، یہاں تک کہ اپنے ظہور اور غلبے سے پہلے بھی۔ وہ مشرق کی طرف سے ظاہر ہو گا، لیکن بہرحال اس خواب سے اسے شر کی بو آرہی تھی۔

ابو عبد اللہ، عبد القادر کو یہ نصیحت کرتا تھا کہ وہ اس خواب کو اہمیت نہ دے، اور اس پر اعتماد نہ کرے۔ ایک بار یہی بات جب بار بار دہرائی کہ اس سراب کے پیچھے مت بھاگو تو عبد القادر پاگلوں کی طرح غضبناک ہو گیا اور چیخنے چلانے لگا، اور سامنے پڑے تکیہ کو مارنے

---

[1] (البراء کے لفظ میں دوری، نفرت کا معنی موجود ہے اس شخص سے جو قریب ہونا چاہے، سامری کی طرح جس نے وہ کچھ دیکھا جو دوسرے لوگ نہیں دیکھ سکے، دجال بھی وہ کچھ دیکھ رہا ہو گا جو دوسرے لوگ نہیں دیکھ پا رہے ہوں گے۔ اس پر سامری کو یہ سزا دی گئی کہ کوئی اسے چھو نہیں سکتا تھا، یعنی لوگوں سے خوفزدہ اور دور رہنا چاہتا تھا۔ اور یہ اس قصے میں آپ کو جا بجا نظر آئے گا خصوصا ائیرپورٹ وغیرہ کے بیان میں۔

عامری سے اشارہ ہے اس طرف کہ وہ ایک معمر انسان ہے، جس کی عمر عام طبعی مقدار سے بہت زائد ہے۔ اگر سامری ہی دجال ہے تو لا مساس یعنی "نہ چھونے" کی جو حالت اس پر طاری کی گئی تھی آہستہ آہستہ زائل ہو گی، یہاں تک کہ خروج کے وقت بالکلیہ ختم ہو جائے گی۔

(2) حافظ احمد بن علی الابار نے اپنی تاریخ میں امام شعبی سے نقل کیا ہے کہ دجال کی کنیت "ابو یوسف" ہو گی۔ شاید یہ بھی اس کی ایک کنیت ہو گی۔ ابو یوسف، حضرت یعقوب علیہ السلام کی کنیت ہے۔ اور حضرت یعقوب کا نام "اسرائیل" ہے۔ ہو سکتا ہے اس کنیت کے ذریعے وہ یہ باور کرانا چاہتا ہو کہ وہ "اسرائیل" کی جسمانی صورت میں ظاہر ہو کر آیا ہے۔ جیسا کہ خود "حکومت اسرائیل" ہے۔

لگا۔ اور قسمیں کھانے لگا کہ یہ خواب سچا ہے اور عنقریب سچا ثابت ہو گا۔ بار بار کہتا کہ تو بھی اسے دیکھ لے گا۔ اس نے یہ بھی کہا کہ میں نے یہ خواب ایک ڈاکٹر کو بھی سنایا ہے اس نے بھی کہا کہ یہ خواب سچا ہو گا۔[1] میں اسی مقصد کے لئے کوشش کر رہا ہوں، اور میں نے ایک آئین بھی بنایا ہے جو مرکزی حکومت کے قوانین کو بھی شامل ہے۔ اور یہ آئین میں نے قرآن وسنت، اور مغربی ومشرقی قوانین سے اخذ کیا ہے۔

ابو عبد اللہ نے کہا یہ تو شرک ہے کہ تو نے خود سے ایک قانون بنایا ہے۔ تو اس نے معذرت کی کہ میں اس میں کتاب وسنت کی حدود سے نہیں نکلا، البتہ جہاں مجھے کوئی واضح نص نہیں ملی وہاں دوسرے قوانین سے بھی استفادہ کیا ہے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ میں نے کتوں کی ایک پولیس فورس بھی بنائی ہے، جو کافروں کو نوچے گی۔[2] ابو عبد اللہ نے کہا کہ دین میں تو کوئی زبردستی نہیں ہے تو عبد القادر تھوڑا سا ہکلایا پھر کہنے لگا تب یہ کتے ظالموں کو نوچیں گے۔ اس کا یہ بھی کہنا تھا کہ میں نے بہت سارے جنگی کھیل سیکھ رکھے ہیں۔ اور میں نے افریقہ کی ساری زبانیں سیکھی ہوئی ہیں، اور جنوبی ایشیا کی زبانیں بھی عنقریب سیکھ کر فارغ ہو

---

(1) ڈاکٹر کا لفظ لاطینی یا آسٹرین زبان کا ہے، جو دو لفظوں سے مل کر بنا ہے، ڈوک، جس کا معنی ہے معلم یا خادم۔ ٹورا، جو توارات کی جانب اشارہ کر رہا ہے۔ یعنی تورات کا خادم۔ ہو سکتا ہے وہ خوابوں کی تعبیر کے متعلق یہودی علوم کا ماہر ہو، یہودیت بھی ایک دین ہے۔ ایک یہودی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور دجال کے بارے میں پوچھنے لگا، آپ ﷺ نے فرمایا اے یہودیو! وہ تمہارے دین پر ہو گا۔ (التذکرة للقرطبی)

(2) کتوں کی تخصیص شاید اس لئے ہو کہ فرشتے وہاں نہیں جاتے جہاں کتے موجود ہوں۔ تاکہ دجال کے لئے شیاطین کی حمایت حاصل کرنا آسان ہو۔ حضرت کعب احبارؒ سے مروی ہے کہ "قیامت کا کتا دجال ہے"۔ اور کتا کتوں ہی کی طرح ہوتا ہے اور ان کا ہمنشین ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ سب نجس ہوتے ہیں۔ اور انہی کتوں میں خوارج بھی ہیں جن کے بارے میں حدیث میں آیا ہے کہ خوارج جہنم کے کتے ہیں (الفتن نُعیم بن حماد) بن ماجہ اور مسند احمد میں ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "خوارج جہنم کے کتے ہیں" اس بات کی دلیل کہ خوارج دجال کے پیروکار ہوں گے یہ ہے کہ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "مشرق سے ایک قوم نکلے گی جو قرآن پڑھے گی لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ جب بھی ان کا ایک سینگ کاٹا جائے گا دوسرا نکل آئے گا۔ یہاں تک کہ (آخری زمانے میں) ان کے باقیماندہ لوگوں میں دجال نکل آئے گا۔ (مسند احمد)

جاؤں گا۔ بعض تہامی لہجے بھی وہ بول سکتا تھا۔[1] یہ بھی کہتا تھا کہ میں نے بہت سارے علوم سیکھے ہوئے ہیں اور میرا مطالعہ بہت ہی وسیع ہے، جو مجھے اللہ نے دیا ہے۔

ابو عبداللہ کا خواب

اب باری ابو عبداللہ کی تھی، چنانچہ عبد القادر نے اس سے پوچھا کہ ایسا خواب سناؤ جو تمہارے لئے بہت اہم ہو۔ ابو عبداللہ نے اسے اپنا پسندیدہ خواب سنایا، یہ وہ خواب تھا جو اس نے سلفی اور اخوانی حضرات کے درمیان منہج کے بارے میں شدید اختلافات کے بعد دیکھا تھا، وہ دونوں کے فہم سے اختلاف رکھتا تھا۔ انہوں نے ابو عبداللہ پر الزامات لگائے اور لوگوں کو اس سے دور کرنے لگے۔ یہ خواب اس نے مکہ مکرمہ میں دیکھا تھا جب وہ ناراض ہو کر حفائر سے جبل نور تک پیدل گیا جہاں اس کی مسجد تھی، حالانکہ پیادہ یہ بہت دور کی مسافت تھی۔ جب وہ مسجد میں داخل ہو گیا تو تھکا ہوا تھا، آرام کرنے کی نیت سے سو گیا۔

ابو عبداللہ نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا ہوں اور میرا رخسار آپ ﷺ کے رخسار مبارک پر ہے، اور ہمارے درمیان ایک تلوار ہے جس کا ایک رخ رسول اللہ ﷺ کے چہرے کی جانب اور دوسرا میری جانب۔ پھر مجھے فرمایا کھڑے ہو جاؤ، جب میں سیدھا کھڑا ہو گیا، تو آپ ﷺ نے تلوار سونتی اور اس حالت میں مجھے عطا فرمائی۔ میں نے اپنے آپ کو بیت المقدس کی چہار دیواری کے اندر دیکھا۔ اور مسلمان بھی اسی چہار دیواری کے اندر تھے۔ (یہ خواب چہار دیواری بننے سے کئی سال قبل کا تھا) اچانک یہ دیوار کھل جاتی ہے اور کئی گھڑ سوار ہمارے پاس اندر داخل ہو جاتے ہیں، میرے دل میں یہ بات آجاتی ہے کہ یہ دجال اور اس کے ساتھی ہیں۔ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ان سے لڑو" میں نے کہا اس کے ساتھ لڑنے کی تو مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تلوار میرے ہاتھ سے لی اور ان کی طرف چلے۔ میں نے دل میں کہا کہ اگر میں اکیلا ان سے لڑ نہیں سکا تو رسول اللہ ﷺ سے پیچھے نہیں رہنا چاہئے۔[2]

---

1 (مسند احمد میں مروی ہے کہ "دجال کے پاس ساری زبانیں ہوں گی")

(2) یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ ابو عبداللہ نے اس واقعے کے کئی سال بعد 2008 کے شروع میں ایک ماہر معبر کے بارے میں سنا جو خوابوں کی تعبیر بتاتا تھا۔ ابو عبداللہ نے اسے ٹیلی فون پر اپنا خواب سنایا تو اس تعبیر بتانے والے نے آپ سے پوچھا کہ کیا آپ کا نام رسول اللہ ﷺ کے نام کے موافق ہے؟ ابو عبداللہ نے اثبات میں جواب دیا، والد کے بارے میں پوچھا کہ کیا اس کے نام میں "عبد" کا لفظ آتا ہے؟ تو جواب اثبات میں تھا۔ پھر پوچھا کہ کیا وہ اہل بیت میں سے ہے؟ اس کا بھی جواب اثبات میں تھا۔ پھر پوچھا گیا کہ کیا

عبدالقادر نے توجہ سے خواب سنا اور خاموش ہو گیا۔ ویسے عبدالقادر کا کہنا تھا کہ اس کے سوا کوئی خلافت قائم نہیں کر سکتا ہے، نہ اس سلسلے میں کسی پر اعتماد کیا سکتا ہے۔ جب بھی امام مہدی کا تذکرہ سنتا تو بہت پریشان ہوتا۔

عبدالقادر کی پیشکش

عبدالقادر نے ابوعبداللہ کو پیشکش کی کہ اقامتِ خلافت و حکومت کے منصوبے میں میرے ساتھ کام کرے، اور اسے ایک کار اور موبائل دینے کی لالچ دی۔ عبدالقادر کی ظاہری حالت سے وہ کچھ زیادہ مالدار نہیں لگتا تھا۔ ابوعبداللہ کو اس پر حیرانگی ہوئی کہ موبائل فون اس زمانے بہت مالدار لوگوں کے پاس ہوتے تھے تو اس نے کیسے اس کا تذکرہ کیا۔ بہر حال ابوعبداللہ کے زہد و تقویٰ کی وجہ سے مالی لالچ کا یہ منصوبہ ناکام ہو گیا۔

عبدالقادر اور الاخوان المسلمون

عبدالقادر، حسن ترابی اور اس کی انقلابی تحریک کو بہت سراہتا تھا، اور کہتا کہ یہ کامیاب ہو گی۔ وہ پورے افریقہ کو اکٹھا دیکھنا چاہتا ہے۔ بلکہ ترابی نے ایک پروگرام میں سوڈان کا جھنڈا نکال کر پھاڑ دیا پھر افریقہ کا جھنڈا نکال کر کہا میں پورے افریقہ کو اکٹھا کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر عبدالقادر نے کہا میں صرف افریقہ نہیں بلکہ پوری دنیا کو اکٹھا کرنا چاہتا ہوں۔ البتہ اخوان المسلمون کی بہت شکایت کرتا تھا کہ انہوں نے مجھے تھکا کر رکھ دیا ہے، بلکہ یہاں تک کہ زمین کو کھرید کر کہا کہ انہوں نے مجھے روند دیا ہے اور نچوڑ کر رکھ دیا ہے۔[1]

اس کی اولاد ہے؟ اس کا بھی جواب اثبات میں تھا۔ پھر اس نے پوچھا کہ کیا اولاد کی تعداد چار ہے؟ تو اثبات میں جواب دیا۔ پوچھا کہ کیا کبھی سخت قسم کا جادو اس پر ہوا ہے تو اثبات میں جواب دیا۔ پھر پوچھا کہ جس شخص نے جادو کرایا کیا وہ کانا ہے تو اثبات میں جواب دیا۔ اس معبر نے بہت افسوس کے ساتھ کہا کہ اللہ آپ کی اصلاح کرے اور رہنمائی فرمائے آپ پر جادو دجال نے کیا ہے، اور اس کی وجہ آپ کا اسے خواب بتانا تھا۔ اور یہ بھی بتایا کہ یہ خواب آپ کے قتل کا ذریعہ بنے گا۔ شاید ان کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ یہ آپ کی موت کا ذریعہ بنے گا۔ جیسے آنحضرت ﷺ کو یہودیوں نے زہر دیا تھا جو آپ کی موت کا ذریعہ بنا۔ اس کے بعد اس شخص نے پوچھا آپ کو پتہ ہے آپ کون ہیں؟ پھر خود ہی جواب دیا آپ ایک عظیم شخصیت ہیں جو آخری زمانے میں ظاہر ہو گی۔ معبر نے ابوعبداللہ سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی اور جلدی ملنے کا کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا لیکن حالات آڑے آگئے اور کچھ دوسری وجوہات کی بنا پر انہیں سعودی حکومت نے گرفتار کر لیا۔

(1) یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ ابوعبداللہ کبھی اخوان المسلمون کا رکن نہیں رہا تھا۔ بلکہ انہوں نے اسے امامت سے اسی لئے نکال دیا تھا کیونکہ اس نے انتخابات میں حصہ لینے، اس کی دعوت دینے سے انکار کر

زمین میں پھرنا

عبدالقادر کی باتوں سے اسے یہ معلوم ہوا کہ وہ پوری دنیا میں جس شہر میں جانا چاہے مکمل سہولت کے ساتھ جاسکتا ہے۔ ابو عبداللہ کو کہنے لگا کہ تم ابھی تک بچے ہو، تمہیں کچھ علم نہیں ہے (حالانکہ ابو عبداللہ کی عمر اس وقت 30 سال سے زائد ہو گی) اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر زور سے مار کر کہتا کہ میں ان پاؤں سے پوری زمین میں گھوما پھرا ہوں۔ اپنی باتوں کے اسلوب وانداز اور سیاق وسباق، گفتگو کے ماحول سے گویا وہ یہ بتانا چاہتا تھا کہ وہ بہت طویل عمر والا انسان ہے، اور وہ ہر شہر گیا ہے۔[1] وہ اپنے مکہ جانے کو فخریہ انداز میں بیان کرتا تھا۔ اور کہتا

دیا تھا۔ اسی طرح اس نے سلفی حضرات کے ساتھ بھی اختلاف کیا تھا، اس خواب کی وجہ سے جو اس نے بیت المقدس کی فتح کے بارے میں دیکھا تھا۔ اسی طرح اُس شخص کے ساتھ بھی (حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں) اختلاف ہوا تھا جس نے خواب دیکھا تھا کہ وہ ایک جزیرہ میں ہے۔ اسی وجہ سے سلفی آپ سے لوگوں کو دور کرنے لگے تھے۔ اس جامد معنی کے لحاظ سے آپ نہ سلفی تھے اور نہ اخوانی۔ بلکہ ایک معتدل معیار رکھتے تھے، اور جامع مسجد سعد بن ابی وقاص میں آپ کی امامت وخطابت پر دونوں فریقین راضی ہو گئے تھے۔ اس کے باوجود کہ ابو عبداللہ ان دونوں سے کنارہ کش ہو گیا تھا مگر اس نے دیکھا کہ عبدالقادر، اخوان المسلمون سے بہت شکایت کرتا تھا کہ انہوں نے اسے بہت تھکا دیا ہے۔ حالانکہ عبدالقادر نے خود اپنے آپ کو سلفی دھارے میں شامل کر رکھا تھا۔ بلکہ کبھی انہیں جمعہ بھی پڑھاتا تھا۔ اس نے بہت کوشش کی یمن میں اس کا منصوبہ کامیاب ہو، اس کا نیٹ ورک پھیل جائے۔ لیکن اس کا خواب پورا نہیں ہوا، شاید اس لئے اس نے یمن چھوڑ دیا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی بھی دینی جماعت کا کوئی بھی سیاسی منصوبہ عبدالقادر کو بے چین کر کے رکھ دیتا تھا۔ بر خلاف ان جماعتوں کے جو سیاست سے دور ہیں۔ اگرچہ اخوانی اس کی پریشانی کا ذریعہ بن گئے تھے لیکن یہ بات سن دو ہزار کی ہے بعد کے زمانے میں عبدالقادر کے اخوان کے بارے میں نظریات کی تبدیلی کا علم نہیں ہے۔ خصوصاً جبکہ وہ حسن ترابی کی بہت تعریف کیا کرتا تھا حالانکہ وہ بھی اخوانی تھا۔ یہ بھی بعید نہیں ہے کہ عبدالقادر کا مقصد مختلف دینی جماعتوں کے درمیان اختلاف پیدا کرنا ہو۔

(1) اس سے بھی ان لوگوں کی بات کی تائید ہوتی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ دجال بہت طویل عمر والی شخصیت ہے۔ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا سامری ہی دجال ہے؟ سامری بنو اسرائیل میں سے نہیں تھا، دوسری قوم سے تھا جن کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت صرف توحید کی تھی، جیسا کہ فرعون کو بھی یہی دعوت تھی۔ سامری، بنی اسرائیل میں اس لئے مل گیا تھا تاکہ ان میں فتنہ وفساد پھیلائے۔ اس کو بہترین طریقہ یہی نظر اور آیا کہ انہیں اپنا تابع اور مغلوب بنائے لیکن کامیاب نہ ہو سکا، اسی وجہ سے جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام کوہ طور سے واپس آئے اور قوم کے شرک پر حضرت ہارون علیہ السلام کو داڑھی سے پکڑا لیکن سامری کو کچھ نہیں کہا، کیونکہ انہیں علم تھا کہ میں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اسے فرمایا: (اچھا تو جا، اب

تھا کہ اے ابو عبد اللہ تمہیں پتہ ہے کہ میں بہت کم لباس میں حرم گیا ہوں (اپنی پنڈلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) اور کوئی مجھے نہیں روک سکا، تمہیں پتہ ہونا چاہیئے۔

عبد القادر رفیقِ سفر بنتے ہوئے

ابو عبد اللہ اپنے والد اور ماموں کے بس میں کام کرتا تھا۔ جو "حرض" جانے والی سڑک پر چلتی تھی۔ جو "حدیدہ" سے تقریبا دو سو کلو میٹر دور تھی۔ ایک بار ابو عبد اللہ نے کوشش کی کہ عبد القادر اس کے ساتھ اس راستے پر سفر کرے، بہت اصرار کے بعد اس نے ہامی بھری لیکن اس وعدے پر کہ ہماری ملاقات بس اڈے پر ہو گی، چنانچہ وہ بس اڈے پر آیا لیکن حسبِ عادت مشکوک اور خوفزدہ انداز میں چلتا ہوا، خوف اور پریشانی اس کے چہرے سے عیاں تھی۔ رومال سر کے گرد لپیٹے ہوئے یمنیوں یا اہلِ حجاز کی طرح جس سے وہ اپنی پیشانی بلکہ ابرو کو بھی چھپا کر رکھتا تھا، اور کالا چشمہ پہنے ہوئے جو وہ کبھی بھی اپنے سے جدا نہیں کرتا تھا۔

بس روانہ ہوئی اور تھوڑی ہی دور گئی ہو گی کہ مسافر چیخنے لگے کہ انجن سے دھواں نکل رہا ہے۔ ابو عبد اللہ نے گاڑی روک دی، وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ٹمپریچر اتنا بڑھ گیا تھا کہ قریب تھا کہ آگ پکڑ لے۔ انجن میں پانی تیل کے ساتھ مل گیا تھا اور بیٹری اتنی گرم تھی کہ

زندگی بھر تیرا کام یہ ہو گا کہ تو لوگوں سے یہ کہا کرے گا کہ مجھے نہ چھونا، اور (اس کے علاوہ) تیرے لئے ایک وعدے کا وقت مقرر ہے جو تجھ سے ٹلایا نہیں جا سکتا،) آیت میں لفظ لَكَ آیا ہے جو منفعت کا معنی دیتا ہے، گویا یہ اس کے لئے ایک عطیہ تھا۔ مجھے کوئی نہ چھوئے۔ یعنی کوئی میرے پاس نہ بیٹھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ فری میسن کا لفظ اسی سے نکلا ہے۔ عربی میں یہ لوگ "ماسُّون" کہلاتے ہیں۔ جس کا مادۂ اشتقاق بھی "مس" ہے۔ یہ لوگ اپنے آپ کو تعمیر کرنے والا، کاریگر کہلواتے ہیں، اور اپنے استاذ کو عظیم ترین معلم اور کائنات کا انجینئر کہتے ہیں۔

مصر کے اَہرام میں جو سب سے بڑا اہرم "خوفو" نامی فرعون کا ہے اس پر لکھا ہوا ہے: اس بادشاہ کی تاریخ جس کے عہد میں یہ بنایا گیا۔ کہ یہ وہ شخص تھا جو مصر آیا اور مصریوں کو اہرام بنانے کا طریقہ، طب، مُردوں کو حنوط کرنے کا طریقہ، طبیعیات، سورج اور ستاروں کی چال کا طریقہ سمیت بہت سارے علوم سکھائے، اس کے پاس علوم کا بہت بڑا ذخیرہ تھا فرعون نے اس کو وزیر بنایا، کچھ عرصے وزیر رہا پھر روپوش ہو گیا، تو انہوں نے دیوار پر لکھ دیا وہ شخصیت جو سلامتی کے ساتھ آئی اور سلامتی کے ساتھ چلی گئی۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انہیں شرک کی تعلیم دینے میں اس کا حصہ تھا، اور اسی نے انہیں ایک بت بنا کر دیا جو ایک کھڑے شخص کی صورت میں ہے، اور اس کا چہرہ عقاب کا ہے جس کی ایک آنکھ ہے، اور اس کے سر کے اوپر سورج ہے۔ یہی علامت انہی فرعونی دیواروں پر آج بھی موجود ہے۔

ابل رہی تھی، مجبورا مسافروں کو اتار کر بس واپس کرنی پڑی۔ ابو عبد اللہ کے دل میں یہ سوال پیدا ہوا کہ عبد القادر نے پہلے انکار کیا پھر بہت اصرار کے بعد تیار ہوا، اور اب ہم واپس جارہے ہیں کیا اس کا اس معاملے میں ہاتھ ہو سکتا ہے؟ راستے میں انہیں ایک چھوٹا بچہ ملا جس کی عمر نو سال سے زیادہ نہ ہوگی جو سعودیہ بھاگ گیا تھا اور واپس آرہا تھا انہوں نے اس کو واپس حدیدہ پہنچادیا۔ بچہ شعر یاد کرنے میں ایک عجوبہ تھا۔

عبد القادر اور جادو

حدیدہ میں ایک شخص ایک مشہور جادوگر کے گھر کا پتہ پوچھ رہا تھا، عبد القادر نے تو پہلے اس کو نصیحت کی اور جادو کی حرمت بتائی لیکن جب اس نے بہت اصرار کیا تو اسے گھر کا پتہ بتایا۔ ابو عبد اللہ نے ٹوکا کہ جادو کے حرام ہونے کے باوجود آپ نے کیسے اس کو جادوگر کے گھر کا پتہ بتایا، عبد القادر نے یہ عذر پیش کیا کہ میں نے تو اس پر اپنی حجت پوری کی لیکن اس کے اصرار پر اسے بتانا پڑا۔ ابو عبد اللہ کے دل میں یہ خیال گزرا کہ کیا عبد القادر کا جادو کے ساتھ تعلق ہے؟

عبد القادر کی افغانستان جانے کی خواہش

ایک مرتبہ عبد القادر نے کھل کر اپنی خواہش ظاہر کی کہ وہ افغانستان جانا چاہتا ہے۔ جہاد کے لئے نہیں بلکہ اس لئے کہ مختلف قسم کا اسلحہ چلانے کی تربیت حاصل کر سکے۔[1] اس نے ابو عبد اللہ سے پوچھا کہ کیا کوئی ایسا شخص ہے جو مجھے وہاں پہنچا سکے؟ ابو عبد اللہ نے اثبات میں جواب دیا، تو عبد القادر نے کہا انہیں بتا دیجئے کہ میں افغانستان جانا چاہتا ہوں۔ ابو عبد اللہ نے دو ساتھیوں کو بتلایا ایک علی حمزہ بہلول اور دوسرے محمد صالح سمبوسہ، وہ آمادہ ہوئے مگر تیاری کے لئے کچھ وقت مانگا۔ عبد القادر نے افغانستان جانے کی خواہش ظاہر تو کی تھی لیکن

---

(1) بخاری شریف میں رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ "ایمان یمنی ہے، اور فتنہ یہاں ہے، یہاں شیطان کا سینگ ظاہر ہوگا، مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے" اصفہان بھی مشرق کی طرف ہے جہاں اس کے ستر ہزار پیروکار موجود ہیں۔ اور شاید اس کو وہاں مناسب ماحول ملنے اور لوگوں کو اپنا تابع بنانے کے لئے موقع ملے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ افغانستان یعنی خراسان جانا چاہتا ہو تاکہ ان کالے جھنڈوں والے لشکر کے لئے رکاوٹ بنے جس کا حدیث میں تذکرہ ہے جو امام مہدی کے لئے راستہ ہموار کرے گا، اور ان کی نصرت کرے گا، جیسا کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ "جب تم دیکھو کہ کالے جھنڈے خراسان کی جانب سے نکل چکے ہیں تو ان کے پاس جاؤ اگرچہ تمہیں برف پر پھسل کر جانا پڑے۔ کیونکہ اس میں اللہ کا خلیفہ امام مہدی ہوگا" (عقد الدرر)

اس کی حقیقت معلوم نہیں تھی کہ وہ کیوں جانا چاہتا ہے؟ کیا وہاں اختلافات پیدا کرنا چاہتا ہے؟ یا مجاہدین کے ہاں اپنا مقام و اعتماد حاصل کرنے کے لئے۔ یا ابو عبد اللہ کے سامنے اپنی دین پسندی ظاہر کرنے کے لئے۔[1]

عبد القادر کا دعوی تھا کہ اس نے کچھ عرصہ پہلے ایک حدیث پڑھی تھی جو اس نے سوڈان میں طلبہ کو سکھائی تھی، جس میں یہ آیا ہے کہ ایک آدمی قحطان کا نکلے گا جو لوگوں کو قحط میں مبتلا کرے گا۔[2] ابو عبد اللہ کا کہنا تھا کہ یہ حدیث مجھے بہت تلاش کے بعد بھی نہیں ملی۔ کیونکہ جو مشہور حدیث ہے اس سلسلے میں اس کے الفاظ یہ ہیں کہ قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک ایک آدمی قحطان سے نہیں نکلے گا جو لوگوں کو اپنے عصا کے ذریعے ہنکائے گا۔

اس زمانے میں ابو عبد اللہ کی بیوی حاملہ تھی اور ولادت کا وقت قریب ہی تھا، تو اس نے عبد القادر سے کہا کہ میں مدینہ جاکر وہاں رہنا چاہتا ہوں، وہاں میں امام مہدی کا انتظار کروں گا کیونکہ فتنے بہت بڑھ چکے ہیں اور میرا گمان یہی ہے کہ ان کے نکلنے کا وقت قریب آگیا ہے لہذا جب ان کا ظہور ہو تو میں وہاں ہوں گا۔ عبد القادر جب بھی اس کا مکہ یا مدینہ جانے کا سنتا یا امام مہدی کی سیرت کے بارے میں کوئی بات سنتا تو اس کو نہ جانے کی نصیحت کرتا، اور کہتا کہ کہیں اسے گرفتار نہ کیا جائے، کیونکہ بارڈر پر موجود فورس نہ اللہ کا خوف کرتے ہیں، نہ ہی یمنیوں کا کوئی خیال و لحاظ کرتے ہیں۔ میں ایک مرتبہ سعودیہ جارہا تھا میرے پاس تجارت کے لئے عقیق اور کچھ دوسرے قیمتی پتھر تھے، تو مجھے گرفتار کر لیا گیا، مارا گیا اور مجھ پر جادو کرنے کا الزام بھی لگا دیا گیا۔ ان پتھروں کو مائیکروسکوپ میں بھی دیکھا گیا تاکہ اگر ان کے ذریعے کچھ جادو کیا گیا ہو تو اس کا پتہ لگایا جاسکے۔

---

(1) اگر وہ واقعی دجال تھا تو وہ یہ ضرور جانتا ہوگا کہ امام مہدی خراسان جاتے ہوں گے۔ اور یہ بھی بعید نہیں ہے کہ وہ ابو عبد اللہ کے افغانستان جانے میں رکاوٹ بننا چاہتا ہوگا۔ جیسا کہ آگے معلوم ہوگا کہ اس کے جادو کی وجہ سے ابو عبد اللہ مکہ نہیں جاسکا تھا۔

(2) عبد القادر نے یہ حدیث کسی نادر مخطوطہ میں پڑھی تھی یا اس نے قحطان کے لفظ سے قحط سمجھا، یا اُس نے جھوٹ گھڑا تھا؟ اس قحطانی سے کیا مراد ہے جو لوگوں کو قحط میں مبتلا کرے گا، اس سے مراد امام مہدی ہوسکتے ہیں جو "کرعہ" سے نکلیں گے۔ یا اس سے مراد امام مہدی کے ساتھی ہیں جو "یکلا" سے نکلیں گے۔ یا اس سے مراد وہ خود تھا اگر وہ دجال تھا، جب وہ اہل یمن کے پاس جائے گا تو انہیں اہل ایمان پائے گا۔ پھر وہ مشرق جائے گا جو اس کی تصدیق کریں گے، اور پوری زمین میں قحط پھیلا دے گا۔

ابو عبداللہ کا بچہ منگل کے دن پیدا ہوا۔ علی بہلول اور محمد سمبوسہ نے اس سے رابطہ کیا اور کہا کہ وہ جمعہ کے دن اس سے ملاقات کریں گے، چنانچہ انہوں نے بس میں ملاقات کی۔ ابو عبداللہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا، علی حمزہ اس کے ایک طرف اور محمد سمبوسہ پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ دونوں نے اس سے عبدالقادر کے متعلق مکمل معلومات حاصل کرنی چاہی۔ ابو عبداللہ نے حیران ہو کر وجہ پوچھی، تو انہوں نے کہا پہلے آپ پوری بات بتائیں پھر ہم آپ کو بتاتے ہیں۔ ابو عبداللہ نے انہیں عبدالقادر کا قصہ ذکر کیا۔ ان دونوں نے کہا شاید آپ کچھ بھول گئے ہوں یاد کرنے کی کوشش کیجئے۔ اس نے کہا میں نے تقریباً ساری بات بتادی ہے، انہوں نے کہا: کیا اُس نے آپ کو وہ خواب نہیں سنایا جس میں وہ پوری دنیا پر حکومت کرتا ہے، اور وہ آئین کی بات جس کے ذریعے وہ دنیا پر حکومت کرتا ہے؟ اور آپ کو اپنے ساتھ کام کرنے کی پیشکش بھی کی تھی؟ ابو عبداللہ نے کہا کہ یہ تو بتایا تھا لیکن یہ ایک راز تھا اور مجھے اس کو افشا کرنا مناسب نہیں لگا، لیکن تم لوگوں کو یہ معلومات کہاں سے حاصل ہوئیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ تو مشہور بات ہے اور ہم نے یہ معلومات صومالیہ اور اریٹیرین طلبہ سے حاصل کی ہیں، اور ہمیں یہ اندیشہ ہے کہ عبدالقادر ڈبل ایجنٹ کا کردار ادا کر رہا ہو، بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ کئی ایجنسیوں اور متعدد ممالک (جن میں سعودیہ بھی ہو سکتا ہے) کا ایجنٹ ہو۔

ابو عبداللہ نے کہا ان سب باتوں کا کیا فائدہ ہے؟ علی حمزہ نے کہا جب آپ نے ہمیں اس شخص کے بارے میں بتایا، تو ربان کمپنی کے ہیڈ آفس میں (جہاں میں ڈائرکٹر ہوں) گندمی رنگ کا ایک نوجوان جس کا نام یحیٰ تھا میرے پاس آیا، جو صعدہ کے علاقے "دماج" میں شیخ مقبل وادعی کے پاس پڑھتا تھا۔ ابو عبداللہ نے کہا میں اسے جانتا ہوں میں نے وہاں پڑھایا ہے۔ علی حمزہ نے کہا کہ مجھے اس نوجوان نے کہا کہ مجھے عبدالقادر نے بھیجا ہے۔ اور عبدالقادر مجھ سے ابو عبداللہ کی افغانستان لے جانے والی بات کی حقیقت پوچھنا چاہتا تھا، تو میں نے اسے سکیورٹی صورت حال کی وجہ سے جواب دینے سے معذرت کی۔ میں نے اسے کہا کہ میرا افغانستان، القاعدہ یا مجاہدین کے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہیں ہے۔ علی حمزہ نے مزید کہا کہ وہ نوجوان پھر دوبارہ آیا اور اور یہی بات اس نے کہی کہ عبدالقادر کہتا ہے کہ علی حمزہ انہیں افغانستان لے جائے گا، میں نے اسے کہا اگر تم دوبارہ یہاں آئے تو میں تمہیں پولیس کے حوالے کر دوں گا، میں افغانستان نہیں جانتا نہ ہی میرا مجاہدین کے ساتھ کسی قسم کا تعلق ہے۔ میں نے سختی سے اسے کہا کہ آئندہ یہاں نظر نہ آنا۔

علی حمزہ نے کہا کہ میں اور محمد سمبوسہ اکٹھے بیٹھے، اور اس بات پر غور کیا کہ ابو عبداللہ اور عبدالقادر نے ایسا کیوں کیا؟ اور انہوں نے یہ طریقہ کیوں اختیار کیا؟ اسی وجہ سے ہم نے "حدیدہ" میں موجود عام لوگوں سے اس بارے میں معلومات اکٹھی کیں۔ نیز ہم نے صومالیہ میں بھی موجود مجاہدین سے رابطہ کیا اور عبدالقادر کے بارے میں پوچھا انہوں نے کہا کہ اس نام کا کوئی شخص یہاں موجود نہیں ہے، نہ تھا۔ پھر انہوں نے کہا کہ یہ نام "عبدالقادر محمد حید باقاصی" ایک خیالی نام ہے جو اچانک ظاہر ہوا اور پتہ نہیں چلا کہاں سے آیا، اور یہ ایک نامعلوم جھوٹا شخص ہے۔ اس کے بعد علی حمزہ اور محمد سمبوسہ دونوں نے عبدالقادر کے گھر جانے کا فیصلہ کیا۔

علی حمزہ نے کہا ہم رات کو اس کے گھر پہنچے دروازہ کھٹکھٹایا۔ محمد سمبوسہ ہٹ کر ایک طرف ہو گیا، عبدالقادر احرام کی چادر اپنے سر کے گرد لپیٹے ہوئے باہر آیا اور پوچھا کس سے کام ہے؟ علی نے کہا پہلے آپ بیٹھنے کا تو کہہ دیجیے، تو اس نے کہا آجائیں۔ علی نے سکیورٹی کے کسی آدمی کی طرح کردار ادا کیا۔ علی نے کہا ہم نے سنا ہے آپ افغانستان جانا چاہتے ہیں؟ وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جس قسم کا اسلحہ آپ سیکھنا چاہتے ہیں ہم آپ کو یمنی حکومت کے ٹریننگ سنٹر میں سکھا دیں گے۔ یہ سن کر عبدالقادر کے چہرے کا رنگ اڑ گیا اور اپنا ہاتھ پیٹ پر رکھا، اور رحم طلب انداز میں کہنے لگا: میں تمہارا بھائی ہوں اجنبی ہوں مجھے تکلیف مت دیجیے۔ علی حمزہ نے اسلحہ کی شکل بنا کر اپنی شہادت کی انگلی سامنے کی طرف کر کے اور انگوٹھا اوپر کی طرف اٹھا کر اشارہ کیا اور کہا ادب کے ساتھ بیٹھو۔



علی حمزہ کا عبدالقادر کی جانب اشارہ

اس طرح کی شکل بنا کر علی حمزہ نے عبد القادر کی طرف اشارہ کیا۔ عبد القادر نے کہا جب تم بندوں کے رب کی طرف اشارہ کرو تو یوں کرو یعنی انگوٹھا نیچے کی طرف کر کے، اور یہی اوپر والا اشارہ استعمال کیا سوائے اس کے کہ اس نے اپنا انگوٹھا شہادت کی انگلی کے ساتھ ملایا تھا۔ جیسا کہ نیچے تصویر میں نظر آرہا ہے۔



عبد القادر اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے

ان کی اس بات چیت کو دروازے پر کھٹکھٹانے کی آواز نے منقطع کیا۔ عبد القادر کپڑا لپیٹ کر اٹھ کھڑا ہوا اور کھڑکی سے پوچھنے لگا کون؟ محمد سمبوسہ نے ایک خیالی نام لے کر پوچھا یہ فلاں کا گھر ہے؟ اس نے کہا نہیں، تو وہ چلا گیا، ان دونوں نے پہلے سے ہی یہ تفصیل طے کر لی تھی، تاکہ عبد القادر کو خوفزدہ کر سکیں۔ محمد سمبوسہ نے بہت ساری چابیاں اور زنجیریں لٹکا رکھی تھیں، تاکہ چلتے ہوئے اس کی آواز سے رعب پیدا کر سکے۔ اس کے بعد عبد القادر بیٹھ گیا تو علی نے کہا کہ اس شخص نے تمہاری تصویر کھینچی اور تمہیں پتہ بھی نہیں چلا، لیکن علی کو خود اس کا احساس نہیں ہوا کہ عبد القادر نے کپڑا لپیٹ کر دروازہ کھولا تھا۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ علی حمزہ نے عبد القادر کے پاس نقشوں کی ایک کتاب بھی دیکھی تو اس سے پوچھا کہ کیا تم اس کے ذریعے پوری دنیا پر حکومت کرو گے؟ پھر اس سے کتاب لینے کی اجازت مانگی تو اس نے دے دی۔

علی چلا گیا لیکن پانچ دن بعد آیا اور کتاب کو دروازے کے اوپر اس طرح رکھا کہ جب دروازہ کھولا جائے تو کتاب گر جائے۔ یہ ایک طرح سے دھمکی آمیز حرکت تھی جو ایجنسیوں والے کرتے ہیں، اور اس سے اشارہ اس طرف ہوتا تھا کہ کتاب کی طرح تو بھی گر جائے گا۔

خلاصہ یہ کہ علی حمزہ نے ابو عبد اللہ کے ساتھ اپنی بات اس پر ختم کی کہ ہم نے آپ سے اس لئے رابطہ کیا تاکہ ہم آپ کو اس شخص کا پورا واقعہ سنائیں۔ ہم آپ کو نصیحت کرتے ہیں کہ آپ اس شخص سے دور رہیں، کیونکہ وہ مشکوک ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ایجنسی کا بندہ

ہو، بلکہ ڈبل ایجنٹ ہو، یا کئی ایجنسیوں کے لئے کام کرتا ہو۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ کئی مرتبہ سعودیہ بھی گیا ہے۔ اور حسن عریشی نام کے ایک آدمی سے ملا ہے، حالانکہ عریشی سعودی ایجنسی کا بندہ ہے۔

ان معلومات کو سن کر ابوعبداللہ ہل گیا، خاص کر اس وجہ سے کہ وہ سعودیہ جانا چاہتا تھا۔ اسے محسوس ہوا کہ اس کے لئے آگے دروازہ بند ہے کیونکہ اس نے عبدالقادر کو جو کچھ بھی بتلایا ممکن ہے کہ اس نے وہ ساری باتیں سعودیہ پہنچائی ہوں، اور اس کو وہاں پہنچتے ہی گرفتار کیا جائے۔ ابوعبداللہ کا کہنا تھا کہ بس کے اندر ہماری اس مجلس نے مجھے شدید حیرت میں مبتلا کر دیا، اور مجھے بہت گہرائی کے ساتھ یہ احساس ہوا کہ اگرچہ میں اپنے ان دونوں دوستوں علی حمزہ اور محمد سمبوسہ کو اپنی صورت میں دیکھ رہا ہوں، اور ان کی باتیں بھی سن رہا ہوں لیکن ان کی حرکتیں مجھے نامانوس لگ رہی تھیں، اور مجھے یہ خیال دل میں آرہا تھا کہ یہ دونوں شیطان ہیں جو میرے دوستوں کی شکل میں میرے سامنے آئے ہیں۔

اس مجلس میں گویا انہوں نے مجھے کئی پیغام دئے۔ ان میں سے ایک یہ تھا کہ محمد سمبوسہ نے پوچھا کہ کیا آپ نے عبدالقادر کی آنکھوں میں سفید رنگ کے ٹکڑے دیکھے؟ میں نے کہا ہاں تو اس نے کہا کہ تمہارا ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟ میں نے کہا کہ مجھے پتہ نہیں ہے لیکن مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے اس سے اس بارے میں پوچھا تھا تو اس نے کہا تھا کہ یہ بیماری ہے اور میرے پاس سوڈان میں اس کے قطرے بھی تھے، لیکن یمن میں طبی سہولیات میسر نہیں ہیں اور یہ قطرے یہاں نہیں ملتے، میں ان قطروں کو منگوانے وہاں کسی کو بھیجوں گا اور انہیں استعمال کروں گا۔ یہ بھی اس نے کہا تھا کہ وہ ایک آنکھ سے دیکھ سکتا ہے اور دوسری سے نہیں دیکھ سکتا۔

اس پر محمد صالح نے کہا یہ سفید رنگ کے داغوں کا کچھ ذکر احادیثِ نبویہ میں بھی موجود ہے؟ میں نے کہا نہیں۔

کیا طبِّ نبوی میں بھی نہیں ہے؟ میں نے کہا نہیں۔

اس نے کہا کیا ایسی شخصیت کے آنے کا تذکرہ نہیں ہے جس کی آنکھوں میں سفید رنگ کے داغ ہوں۔

میں نے جواب سوچنے کی کوشش کی لیکن مجھے کوئی جواب نہیں ملا۔

اس نے پوچھا کیا آپ کو محسوس نہیں ہوتا کہ وہ "مسیح دجال" ہو، تو ابو عبد اللہ بہت ہنسا، کیونکہ یہ احتمال بہت ہی بعید تھا، کہ عبد القادر، دجال ہو۔ مشکوک بات یہ تھی کہ علی حمزہ بھی ابو عبد اللہ کے پاس بیٹھ کر ہنس رہا تھا لیکن اس کی ہنسی استہزائیہ تھی، بلکہ چیخ کر حیران ہو کر کہنے لگا دجال! اور یمن میں! دجال یمن میں کیسے آسکتا ہے وہ تو مشرق کی جانب سے نکلے گا۔ محمد سمبوسہ! آپ بہت دور نکل گئے۔ کہاں دجال اور کہاں اس طرح کی باتیں۔ ارے چھوڑ دو یہ بیہودہ باتیں، پھر اس کے چہرے پر مکروہ مسکراہٹ پھیل گئی گویا اس نے پیغام پہنچا کر موضوع بدلنے کی کوشش کی۔

ابو عبد اللہ ابھی تک یہ سمجھ رہا تھا کہ یہ شیاطین ہین جن کو عبد القادر نے اس کے دوستوں کی صورت میں بھیجا ہے۔ آخر میں علی حمزہ کے ساتھ اس پر اتفاق پیدا ہوا کہ حدیدہ میں موجود اپنے دوستوں سے اس خبر کی مزید تاکید حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں گے، چنانچہ یہ لوگ چلے گئے لیکن انہیں وہاں کوئی نہیں ملا۔ اکثر تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ ابو عبد اللہ نے کہا بحث و تفتیش کا کوئی فائدہ نہیں ہے میں تمہاری ساری باتوں کی تصدیق کرتا ہوں۔ اس کے بعد ملاقات اختتام کو پہنچی۔

عبد القادر کھل کر سامنے آتا ہے

جب عبد القادر نے ابو عبد اللہ کو مکہ نہ جانے کا پیغام پہنچا دیا تو اب ایک دوسرے طریقے سے سامنے آیا۔ چند دن بعد ابو عبد اللہ اپنی ایک نیلے رنگ کی ہیلکس کار میں بیٹھا حدیدہ کے اندر اپنے محلے "حی غلیل" جارہا تھا کہ اچانک اس کی نظر عبد القادر پر پڑی جو اپنے گھر کے دروازے کے سامنے گزر رہا تھا۔ اپنی عادت کے مطابق رومال اس نے پیشانی تک لٹکا رکھا تھا اور کالا چشمہ پہنے ہوئے تھا، اس نے رومال ہٹایا تو اس کی نظر عبد القادر کی آنکھوں پر پڑ گئی۔ عبد القادر کے چہرے پر ایک مکروہ مسکراہٹ پھیل گئی، پھر دوبارہ اس نے اپنی پیشانی پر کپڑا ڈال دیا اور چلا گیا۔ جبکہ ابو عبد اللہ چلتا رہا یہاں تک گھر میں داخل ہو گیا۔ داخل ہوتے ہی اسے چکر آنے لگے اور شدید خوف اور شک محسوس کرنے لگا، خوف نے اسے قابو میں لے لیا اور اپنے خاندان کے متعلق بھی کئی طرح کے وسوسے اس کے ذہن میں آنے لگے۔

ایک دن وہ گھر میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ اس کے والد، سسر سمیت سب اس کی اہلیہ کی زیارت کے لئے آئے تھے۔ کچھ دیر بیٹھنے اور حال احوال دریافت کرنے کے بعد ابو عبد اللہ نے اپنے والد کے چہرے پر نظریں گاڑ کر کہا۔

سنئے !والد نے کہا جی۔

ابو عبد اللہ نے کہا! ”کل مجھے پھانسی گھاٹ لے جایا جائے گا اور مجھے پھانسی دی جائے گی“ اس کے لب ولہجے میں سنجید گی تھی۔

والد نے پوچھا لیکن کیوں ؟

اس نے کہا وہ مجھ پر کوئی بھی الزام لگا لیں گے اور مجھے پھانسی دے دیں گے ، اس لئے میں وصیت کرتا ہوں کہ مجھ پر کچھ قرضہ ہے آپ اس کو ادا کر دیں۔

والد نے حیران ہو کر کہا: بجائے اس کے کہ میں تمہیں قرض ادا کرنے کی وصیت کروں الٹا تم مجھے وصیت کر رہے ہو !

اس نے کہا میں سنجیدہ ہوں مذاق نہیں کر رہا۔

گھر کا ماحول بدلنے لگا اور یہ خبر سچی لگنے لگی۔ اور سب اس کو ایک سنجیدہ معاملے کے طور پر لینے لگے ، اور حیرت انگیز طور پر وہ اس کی حقیقت پوچھنے کی بجائے خاموش ہو گئے۔ چند دن اسی طرح خاموشی میں گزر گئے۔

لیکن ایک دن ابو عبد اللہ کھڑا ہو کر کہنے لگا، سنو! اللہ کی قسم میں اس طرح بے گناہ ہوں جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے خون سے بھیڑیا کا کوئی تعلق نہیں تھا، لیکن یہ لوگ کل مجھے پھانسی دیں گے اور مجھ پر زنا کا الزام لگائیں گے ، جبکہ میں شادی شدہ ہوں اور اللہ کی قسم میں نے پوری زندگی میں کبھی بدکاری نہیں کی ہے۔ یہ سن کر سب حواس باختہ ہو کر پریشان ہو گئے۔ کچھ رو رہے تھے ، کچھ اس کو سچ نہیں مان رہے تھے۔

ابو عبد اللہ کے والد کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ اس پر جادو ہوا ہے ، اس لئے وہ اور علی دونوں جادو کا اثر ختم کرنے کے لئے قرآن پڑھنے لگے۔ جب کچھ افاقہ ہوا تو ابو عبد اللہ نے اپنے منہ سے بدبو نکلتی محسوس کی، تب اسے معلوم ہوا کہ اس پر واقعی جادو ہوا ہے ، لیکن تھوڑا سا افاقہ ہونے کے بعد پھر کمزور پڑ گیا، اور حالت سنگین ہو گئی، یہاں تک کہ جادو اس کے علم اور کتابوں پر مسلط ہو گیا، تو اس نے ”کتاب الفتن“ اور ”عقد الدرر“ نامی دونوں کتابوں کو جلا دیا، گویا شیاطین کو انہی کتابوں پر غصہ تھا۔ ان کتابوں کے بدلے اسے دوسری مل گئیں مگر ان میں سترہ اوراق کے جلانے پر اسے مسلسل افسوس ہوتا رہا، جن میں اس کی زندگی کے ان خاص واقعات اور اللہ کی طرف سے شاملِ حال توفیقات قلمبند کی گئی تھیں جو حیران کن طور پر

ہر اتوار کو پیش آئی تھیں۔ یہ چند اوراق اس کی اہلیہ نے تحریر کی تھیں جب اس نے یہ عجیب بات ملاحظہ کی کہ بہت سارے امور اتوار کو پیش آئے۔ مثلاً ان کا نکاح، شادی، اس کی پیدائش، قرآن کریم کی حفظ وغیرہ ایسے واقعات جو سب اتوار کے دن ہوئے۔ اہلیہ کے توجہ دلانے پر اسے بھی اس جانب خیال ہوا۔ اس کے بعد اتوار کے دن کے متعلق اس کا تجسس اور دلچسپی مزید بڑھ گئی، اور ہر وہ اہم بات لکھنے لگا جو اسے اتوار کے دن پیش آتی، لیکن جادو کے اثر سے اس نے وہ سارے اوراق جلا ڈالے۔

تب معاملہ مزید سنگین ہو گیا اور جادو کا اثر گھر کے دوسرے افراد پر بھی ہونے لگا، اور اس کی والدہ بھی متاثر ہو گئی، چنانچہ اس نے قرآن پڑھنا شروع کیا اور "جن" اس کی والدہ کی زبان پر بولنے لگا، اور دھمکیاں دینے لگا کہ پورا گھر جلا کر رکھ دوں گا خاص کر ابو عبد اللہ پر اسے سخت غصہ تھا۔

ایک مرتبہ ابو عبد اللہ کے والد گھر آئے اور اسے چاشت کی نماز پڑھنے کا کہا، سب پر جادو کا اثر تھا، اس نے کہا "میں نماز نہیں پڑھوں گا" یہ سن کر والد نے غصے میں اسے گیس پائپ سے مارا جس سے اس کو شدید چوٹ آئی، لیکن اس کا بھائی علی درمیان میں آگیا جس کی وجہ سے وہ بچ گیا اس کے بعد والد گودام کی طرف گئے تاکہ اسلحہ نکال سکے، اور اسے قتل کرے، تو اس کا بھائی دروازے پر کھڑا ہو گیا اور اسے اندر آنے نہیں دیا۔ سب جادو کے زیرِ اثر تھے، پڑوسیوں نے شور سنا تو ایک پڑوسی جلدی سے آئے اور والد کو بلا کر ساتھ لے گئے اور اللہ کے فضل سے سب سلامت رہے۔

لیکن ادھر اس پڑوسی کی بیوی پر جادو ہو گیا، اور مرنے تک وہ متاثر رہی، اور یہ اس وجہ سے کیا گیا کہ اس نے کیوں ابو عبد اللہ کو قتل سے بچایا۔ ابو عبد اللہ نے فوراً یہ فیصلہ کیا کہ گھر سے نکل جائے بلکہ یمن چھوڑ کر حجاز چلا جائے، چنانچہ وہ سعودیہ میں خفیہ طریقے سے داخل ہوا گیا، جب اسے کچھ افاقہ ہو جاتا تو ٹیکسی میں بیٹھ کر دس کلومیٹر یا اس سے بھی زائد تک کا سفر کرتا لیکن جب جادو کے اثر سے متاثر ہو جاتا تو پیادہ سفر کر کے اتنی مسافت طے کرتا۔ اس طرح چلتے چلتے بہت مشکل سے وہ مکہ پہنچ گیا۔

جب وہ جدہ پہنچا تو دوار الفلک کی مسجد نور الیقین میں چند دن تک امام بن کر نماز پڑھاتا رہا۔ اس سے پہلے وہ مسجد نور الایمان میں نماز پڑھاتا رہا۔ ایک دن اس پر جادو کا دوبارہ اثر ہوا اور جدہ سے مکہ تک پیادہ چلا۔ اس دوران وہ ایک بڑے کنویں پر گزرا جس سے پانی کی ٹنکیاں سیراب کی جاتی تھیں۔ جادو کا اثر تھا، اس کے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر اس نے اس گہرے

کنویں میں چھلانگ لگا دی تو اسے کچھ نہیں ہو گا کیونکہ وہ اللہ کا نیک بندہ ہے، جیسے ہی وہ کنویں کے کنارے پہنچتا تو اسے کچھ افاقہ ہو جاتا اور پیچھے ہٹ جاتا۔ بار بار ایسا ہوتا رہا اور آخری لمحات میں بچ جاتا۔ جدہ اور مکہ کے درمیان واقع بڑی شاہراہ پر چلتے ہوئے پھر اس پر جادو کا اثر ہوا، اس کے دل میں یہ خیال آتا کہ وہ اپنے آپ کو روڈ کے درمیان گاڑی کے سامنے ڈال دے اسے کچھ نہیں ہو گا کیونکہ وہ اللہ کے نیک بندوں میں سے ہے، جیسے ہی وہ روڈ کے کنارے پہنچ جاتا تو اسے ہوش آجاتا اور جلدی سے پیچھے ہٹ جاتا۔ یہ حالت بھی بار بار پیش آئی اور عین وقت پر پیچھے ہٹ جاتا۔

ایک رات جب وہ مکہ جارہا تھا اور ایک صحرا سے گزر رہا تھا، تو اسے کتوں نے گھیر لیا اور اس پر بھونکنے لگے اور حملہ کرنا چاہا، کہ اچانک اس نے سیٹی جیسی آواز سنی گویا کوئی کتوں کو ڈانٹ رہا ہے، آواز سنتے ہی کتے دم دبا کر بھاگ گئے، اس نے آواز کی سمت دیکھنے کی کوشش کی لیکن کوئی نظر نہیں آیا، صحرا میں دور دور تک کوئی گھر یا انسان نظر نہیں آرہا تھا۔ اس نے یہ بات بھی نوٹ کی کہ مسلسل اس کی زبان پر بے ساختہ سورت ملک (تبارک الذی) جاری رہتی ہے، جیسے ہی اس کی قراءت پوری ہو جاتی ہے خود بخود دوبارہ شروع کرتا ہے۔ مکہ سے جدہ جانے کے دوران اس پر یہ حالت دوبارہ طاری ہو جاتی ہے اور وہ پیادہ چلا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ ایک ہی دن مین ہوا، اور یہ ایک دن اس پر سال جتنا گزرا۔ یہ حالت اس پر ایک دو دن تک طاری رہتی پھر ایک ہفتے تک وہ ٹھیک رہتا اس کے بعد پھر طاری ہو جاتی۔ مکہ میں دورانِ قیام اس حالت میں تھوڑی سی تخفیف محسوس کرتا جبکہ یمن یا جدہ میں ایسا محسوس نہیں ہوتا تھا۔

ایک بار اس پر یہ حالت آئی تو اس نے مدینہ جانے کا ارادہ کر لیا، جاتے ہوئے مدینہ کے قریب بدر کے مقام تک پہنچ گیا، اور گاڑی سے اتر کر اس صحرا میں چلنے لگا جس کو الصفر اوالحمرا کہا جاتا ہے۔ چلتے ہوئے چرواہوں پر گزرا تاکہ اپنے لئے کوئی روزگار ڈھونڈے، چرواہے جب اسے دیکھتے کہ اس نے صاف استری شدہ کپڑے پہن رکھے ہیں تو گھبرا جاتے اور یہ سمجھتے کہ شاید یہ کوئی سرکاری ایجنسی کا بندہ ہے۔ اتنے صاف کپڑوں میں اس کو کیا ضرورت ہے بھیڑ بکریاں چرانے کی۔ چلتے ہوئے وہ ایک فارم والے پر گزرا جس میں ایک کنواں تھا، اس شخص کے پاس دو سوڈانی مزدور کام کر رہے تھے، وہ پانی کا پائپ ٹھیک کر رہے تھے، تیل اور سیاہ رنگ کی چربی کی وجہ سے میلے کچیلے ہو گئے تھے۔ ابو عبداللہ اپنے صاف ستھرے اور استری شدہ کپڑوں اور رومال میں اس کے پاس گیا اور اسے کہا کہ مجھے کام چاہئے، تو اس شخص کو شک ہو گیا اور اس نے قسم دلائی کہ تم خفیہ ایجنسی والے تو نہیں ہو؟ شاید تم ہمارے سوڈانی

مزدوروں کی تفتیش کے لئے آئے ہو، اور ہمیں گرفتار کروانا چاہتے ہو، حالانکہ ان کے پاس اقامہ موجود ہے، ان کے پاس یہاں رہنے کا اجازت نامہ اور سرکاری دستاویزات پورے ہیں۔

اس حالت میں ایک ہفتہ گزر گیا، جب بھی وہ کسی ہوٹل یا مزدوروں کی رہائش گاہ میں کسی کے پاس بیٹھتا اس پر یہ حالت طاری ہو جاتی اور وہ لوگ اسے چھوڑ کر چلے جاتے۔

ابو عبد اللہ نے کہا ایک دن میں چل رہا تھا اتنے میں کچھ لوگوں نے صحرا میں چلتے ہوئے اپنی گاڑی روک دی اور باتیں کرنے لگے۔ میں ان کے پاس گیا اور ان سے "مزرعة النهاری" کے بارے میں پوچھا کیونکہ وہ کہہ رہے تھے کہ انہیں مزدوروں کی ضرورت ہے، انہوں نے کہا کہ وہ تو بہت دور ہے، میں نے ان سے پوچھا کس طرف ہے انہوں نے ایک جانب اشارہ کیا۔ جب میں انہیں چھوڑ کر اس طرف چلنے لگا تو انہوں نے مجھے روک دیا اور کہنے لگے جب تمہیں گاڑی ملے تو چلے جانا، کیونکہ یہ راستہ خطرناک ہے بھیڑئے تمہیں کھا جائیں گے۔ میں اسی حالت میں بغیر اقامے ادھر گھومتا رہا اللہ نے سلامتی کا معاملہ فرمایا۔ ایک ہفتہ گزرنے کے بعد میں مکہ پہنچ گیا۔ جمعہ اور ہفتہ کے دن گھر میں بیٹھا تھا کہ بھائی "صلاح" نے پوچھا اس ایک ہفتے کے دوران آپ کہاں تھے؟ میں نے کہا مجھے اپنی ذات کے بارے میں کوئی خبر نہیں۔

اس دوران صلاح نے ڈاکٹر شیخ امین ادریس فلاتہ سے ملاقات کی، جو جامعہ ام القری میں ہوتے تھے اور علمِ قراءات کے مشہور عالم تھے، اور بچپن میں انہوں نے ابو عبد اللہ کے ساتھ اکٹھے پڑھا تھا۔ انہیں صلاح کی زبانی ابو عبد اللہ کی بیماری کا علم ہوا، تو وہ اتوار کے دن فجر کی نماز کے بعد ملاقات کے لئے تشریف لائے، ابو عبد اللہ اس وقت مسجد میں تھا۔ ایک بھائی جن کا نام فؤاد الذاری تھا مسجد آئے اور کہا کہ شیخ امین اپنے شاگردوں کے ہمراہ گھر کے دروازے پر آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ چنانچہ وہ مسجد سے آیا انہیں گھر میں بٹھایا خود بھی بیٹھ گیا، اس مجلس میں شیخ امین، جمعان غامدی نام کے ایک پڑوسی، فؤاد الذاری، محمد ثابت، صلاح اور چار دوسرے ساتھی تھے۔ انہوں نے ابو عبد اللہ سے قرآن پڑھنے کا تقاضا کیا پہلے تو اس نے انکار کیا لیکن وہ مسلسل کوشش کرتے رہے یہاں تک کہ ابو عبد اللہ تیار ہو گیا۔ شیخ امین کے شاگرد بھی یکے بعد دیگرے قرآن کی تلاوت کرتے رہے، یہاں تک کہ شیخ امین فلاتہ کی باری آگئی۔ شیخ نے ابھی قراءت شروع ہی کی تھی کہ ابو عبد اللہ کا جسم سکڑنے لگا، پھر

رونے لگا، اور چہرہ اور بدن سُن ہو گیا، اور جنات حاضر ہو کر اس کی زبان پر بولنے لگے، ابو عبد اللہ کہتا تھا کہ میں شیطان کی باتیں سن رہا تھا۔

شیخ نے پوچھا تمہیں کس نے بھیجا ہے؟

انہوں نے کہا ہمیں عبد القادر نے بھیجا ہے، وہاں یورپی اور مشرقی گرجوں کے جنات، یہودی اور دوسرے سب قسم کے جنات موجود تھے۔ وہ سب ایک شخصیت کی تلاش میں تھے، چوری چھپے سننے کی کوشش میں ہم نے جو نام سنا وہ یہی یعنی "ابو عبد اللہ" تھا۔ ہم نے یہ بھی سنا کہ یہ شخص یہود و نصاری کی امتوں کے زوال کا ذریعہ بنے گا، چنانچہ ہم اسے ڈھونڈنے لگے۔ عبد القادر عمدا اسے ملا تھا، اس کا مقصد مقابلہ تھا، اسی نے یہ جادو کروایا ہے، تا کہ اسے قتل کر سکے۔

پھر انہوں نے لمبی بات کی، انہوں نے کہا کہ یہ نیک انسان ہے، اس نے ہمیں تھکا کر رکھ دیا ہے۔ جب بھی ہم اس کو قتل کرنے کے قریب ہوتے یہ سورتِ ملک پڑھتا جو ہمارا سارا کام بگاڑ دیتی تھی، یہ سورت ہمیشہ اس کی زبان پر ہوتی ہے۔ انہوں نے بھیڑیوں والا قصہ بھی بتایا کہ ہم ہی اسے ان جگہوں میں دوڑا رہے تھے جہاں بھیڑئے زیادہ ہوتے ہیں، تا کہ یہ ان کا شکار بنے۔ ہم نے کتوں کو بھی اکٹھا کرنے کی کوشش کی لیکن فرشتے آئے اور انہیں بھگا دیا۔ ابو عبد اللہ نے کہا تب مجھے وہ آواز یاد آئی جو میں نے صحرا میں سنی تھی جس کی وجہ سے کتے دم دبا کر بھاگ گئے تھے۔

ابو عبد اللہ کے والد کا اسلحہ اٹھانے کا بھی انہوں نے تذکرہ کیا اور کہا ہم نے ہی اسے اس پر ابھارا، یہ جادو سب کا مشترکہ تھا اور سبھی ایک دوسرے کو متحرک کر رہے تھے۔ ہم نے ہی اسے والد کی مخالفت پر مجبور کیا جب انہوں نے اسے چاشت کی نماز کا حکم کیا تھا، اس کے والد پر ہم مسلط ہو گئے تھے تا کہ اسے قتل کرے، لیکن کامیاب نہ ہو سکے اور ہماری کوشش اس کے پڑوسی نے ناکام بنائی۔ اسی وجہ سے ہم نے اسے بھی اذیت میں مبتلا کیا۔ ابو عبد اللہ کا کہنا تھا کہ اس پڑوسی پر جادو کی علامتیں ظاہر ہو گئی تھیں، اور اس کی بیوی نے اپنے آپ کو کنویں میں گرا دیا تھا۔ اس جن نے کہا جو بھی ہمارے کاموں میں دخل دیتا ہے ہم اسے اذیت دیتے ہیں۔ پھر انہوں نے کنویں اور گاڑیوں کا واقعہ ذکر کیا کہ ہم نے اسے کنویں میں گرانے اور گاڑی کے سامنے ڈالنے کی پوری کوشش کی، لیکن جب بات آخری مرحلے تک پہنچ جاتی اسے افاقہ ہو جاتا اور ہم یہ سمجھتے کہ قدرتِ الٰہیہ اس کی مددگار ہے جو اس کی حفاظت کرتی ہے۔ یہ کہتے ہوئے شیطان رو رہا تھا کہ یہ بچ گیا۔

ابو عبداللہ نے کہا اس تلاوت کے بعد مجھے افاقہ ہوا اور ایسا محسوس ہوا جیسے مجھے زنجیروں سے آزادی مل گئی ہے، اور کوئی چیز مجھ سے نکل گئی، یا مجھ سے جدا ہو گئی۔ اس کے بعد میری عقل متاثر تو نہیں ہوئی نہ کبھی یادداشت غائب ہوئی البتہ کبھی کچھ خوف طاری ہو جاتا یا اعصاب کھنچ جاتے یا اس طرح کے کچھ ہلکے نفسیاتی اثرات ہوتے تھے۔

شیخ امین کی تلاوت ختم ہونے کے بعد سب ابو عبداللہ سے عبدالقادر کے بارے میں پوچھنے لگے۔ اسے جو کچھ معلوم تھا وہ سب بتا دیا، انہیں بہت حیرت ہوئی خصوصاً عبدالقادر کے اس خواب سے جو اسے بار بار نظر آیا جس میں وہ پوری دنیا پر حکومت کرتا ہے لیکن سعودیہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ مزید اس بات نے انہیں حیران کر دیا کہ کہ اس کی آنکھوں میں سفید رنگ کا ناخنہ ہے۔ (ایسی بیماری جس میں آنکھ پر ناک کی طرف جھلی آجاتی ہے) اور اس کی آنکھوں میں کاناپن ہے۔ انہیں یقین ہو گیا کہ عبدالقادر ہی مسیح دجال ہے، مگر انہیں اشکال یہ تھا کہ اگر وہ واقعی دجال ہے تو وہ کیسے مکہ میں داخل ہوا اور کیونکر اس نے بیت اللہ کا طواف کیا؟ حالانکہ احادیث میں اس کی صراحت ہے کہ وہ مکہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ شیخ امین نے اس پر بات ختم کی کہ اس کی پیشانی دیکھو۔

افغانستان کے پہاڑوں میں دیکھا گیا ایک خواب

ابو عبداللہ کا عبدالقادر کے ساتھ اس قصے کی خبر لوگوں میں پھیل گئی۔ چنانچہ کچھ لوگ طائف گئے اور ایک شخص کو لے کر آئے جس نے بہت پہلے ایک خواب دیکھا تھا جو اس وقت کافی مشہور ہوا تھا، جب وہ سوویت یونین کے خلاف افغانستان میں جہاد کر رہا تھا۔ اس نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا تھا جو اسے کہہ رہا تھا کہ میں نے دجال کو دیکھا ہے۔ اسے طائف سے جدہ بلا کر لایا گیا۔ سمندر کے کنارے اسی جگہ ابو عبداللہ کو بھی بلایا گیا تھا۔ تقریباً تیس افراد موجود تھے۔ اس سے خواب کے بارے میں پوچھا گیا اور یہ بھی کہ کیا وہ اس شخص کو پہچان لے گا جس نے اسے خواب میں خبر دی؟ اس نے کہا اگر میں نے اسے دیکھ لیا تو میں اسے پہچان لوں گا۔ لوگوں نے اسے کہا کہ ان موجود لوگوں میں اس شخص کی شکل کے ساتھ مشابہت رکھنے والے کو یہاں دیکھیں، اس نے موجود لوگوں کے چہروں کا جائزہ لینا شروع کیا، ابو عبداللہ کے چہرے پر اس کی نظریں گڑ گئیں تو لوگوں کے چہروں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ ابو عبداللہ کو پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا، پھر اس نے خاموشی توڑ دی اور کہا "یہی شخص ہے جسے میں نے خواب میں دیکھا تھا مگر اس کی آنکھیں کچھ بڑی تھیں"

ایک اور خواب

چند مہینے بعد ابوعبداللہ اور ایک یمنی شخص کے درمیان اختلافات پیدا ہوگئے جو اس مجلس میں موجود تھا۔ وہ ”حفائر“ کی مسجد حمد ان الغامدی میں نماز پڑھاتا تھا اور ”جامیہ“ کے طریقے پر تھا۔ اس جامی نے خواب دیکھا اور ابوعبداللہ سے اس کی تعبیر پوچھی۔ خواب یہ تھا کہ اس نے اپنے آپ کو ایک جزیرے میں دیکھا جس کے اردگرد سمندر میں بڑی خطرناک اور بلند لہریں چل رہی تھیں، خواب میں اس کی نظریں ابوعبداللہ پر پڑیں جو بڑی مہارت اور سہولت کے ساتھ ان لہروں میں تیر رہا تھا، جبکہ وہ کپکپارہا تھا۔ اچانک ایک بادبانی کشتی مشرق کی طرف سے آجاتی ہے، اس کے کالے رنگ کا بادبان آسمان کی جانب بلند ہے، جس کی کوئی انتہا نظر نہیں آرہی ہے، اس میں نیلے رنگ کا ایک خط ہے جو آسمان سے نیچے تک آگیا ہے، یہ کشتی ابوعبداللہ تک پہنچ گئی۔ خواب دیکھنے والے نے ابوعبداللہ سے کہا میں نے تمہیں دیکھا کہ تم میرے ساتھ کوشش کررہے ہو اور تم مجھے سمندر میں تیرنے کی دعوت بھی دے رہے ہو، جبکہ میں خوف سے تھر تھر کانپ رہا ہوں اس لئے میں نے انکار کیا۔ کشتی جب ابوعبداللہ تک پہنچی تو اس نے اس کی رسی پکڑ لی، وہ تیر رہا تھا اور کشتی بھی کھینچ رہا تھا یہاں تک کہ اسے لے گیا۔

اس شخص نے کہا کہ یہ خواب تھوڑی دیر کے لئے ختم ہوگیا، اس کے بعد پھر میں نے اپنے آپ کو ایک جزیرے پر دیکھا جو بہت اونچائی پر تھا، میں اس پر موجود ہوں اور کانپ رہا ہوں۔ نیچے لہریں نظر آرہی ہیں جبکہ میں بہت اونچائی پر ہوں۔ اس پر یہ خواب ختم ہوجاتا ہے۔ یہ خواب اسے 11 ستمبر کے واقعات سے پہلے 1419ھ میں نظر آیا، اس زمانے میں کالے جھنڈے ظاہر نہیں ہوئے تھے نہ ان کا کوئی ذکر تھا۔ ابوعبداللہ نے کہا میں نے اس کی یہ تعبیر نکالی کہ کالے جھنڈے مشرق میں خراسان یعنی افغانستان کی طرف سے آئیں گے اور جزیرہ عرب میں بڑی شان سے داخل ہوں گے۔ شاید بیت المقدس بھی فتح کرلیں۔[1] البتہ

---

(1) اس خواب سے شاید حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف اشارہ ہے جو ابن ماجہ میں مروی ہے کہ ”اس دوران کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ بنی ہاشم کے کچھ نوجوان سامنے آئے، جب انہیں نبی ﷺ نے دیکھا تو آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں، اور آپ کا رنگ تبدیل ہوگیا۔ ہم نے عرض کیا ہم آپ کے روئے انور پر مسلسل ایک ناگوار حالت دیکھ رہے ہیں، تو آپ نے فرمایا: ہم اہل بیت کے لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی بجائے آخرت کو پسند کیا ہے۔ اور میرے اہل بیت پر میرے بعد آزمائش، ملکوں سے نکالنے کا امتحان آئے گا، یہاں تک کہ ایک قوم آئے گی مشرق کی طرف سے جن کے پاس کالے جھنڈے ہوں گے، وہ اُن سے خیر کا مطالبہ کریں گے، جو انہیں نہیں دیا جائے گا، تو وہ لڑیں

اس شخص کا اس جزیرے پر کپکپانے کی تعبیر میں نے اسے نہیں سنائی، کیونکہ خواب میں یہ کپکپانا(جس کو عربی میں رجفة کہتے ہیں) بمعنی إرجاف في المدينة ہے یعنی (شہر میں نفاق کے ساتھ افواہیں پھیلانا) اور خواب میں مہارت کے ساتھ تیرنا، فتنوں کے علم اور ان کی احادیث کے بارے میں طرف اشارہ ہے۔ اور جزیرے کا موجوں سے اونچا ہونا، جزیرے کی عظمتِ شان، فتنوں سے اونچا اور محفوظ ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

اس کے بعد اس شخص اور ابوعبداللہ کے درمیان حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں اختلاف پیدا ہو گیا کہ کیا وہ نبی ہیں یا نیک آدمی۔ اس نے ابوعبداللہ کے پاس سرکاری اقامے کا نہ ہونا، اس خواب کی تعبیر، اور اس کی تفصیلات، ابوعبداللہ کی شیخ امین کے ساتھ مجلس میں جو کچھ ہوا ان سب کو لے کر یہ بات پھیلانی شروع کی کہ ابوعبداللہ "مہدی" ہونے کا دعوی کرتا ہے۔ وہ یہ بھی کہا کرتا تھا کہ میں نے یہی باتیں ربیع مدخلی سمیت بعض مشائخ کو بتائی ہیں، اور ربیع مدخلی نے اس شخص (ابوعبداللہ) پر رد کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس سے بچو یہ دجال اور کذاب ہے، یہ شخص دوسری خبریں بھی پھیلائے گا اور نئے دعوے کرے گا۔ یہ اس شخص نے ربیع مدخلی کے متعلق پھیلایا تھا البتہ حقیقتِ حال اللہ جانتا ہے۔ یہ افواہیں اتنی پھیل گئیں کہ ابوعبداللہ اور اس کے ارد گرد لوگوں تک بھی پہنچ گئیں۔ مجبوراً ایجنسیوں کے خوف سے وہ اس محلے سے نکل کر دوسرے محلے منتقل ہو گیا۔

عبدالقادر کی بابت مزید تحقیق

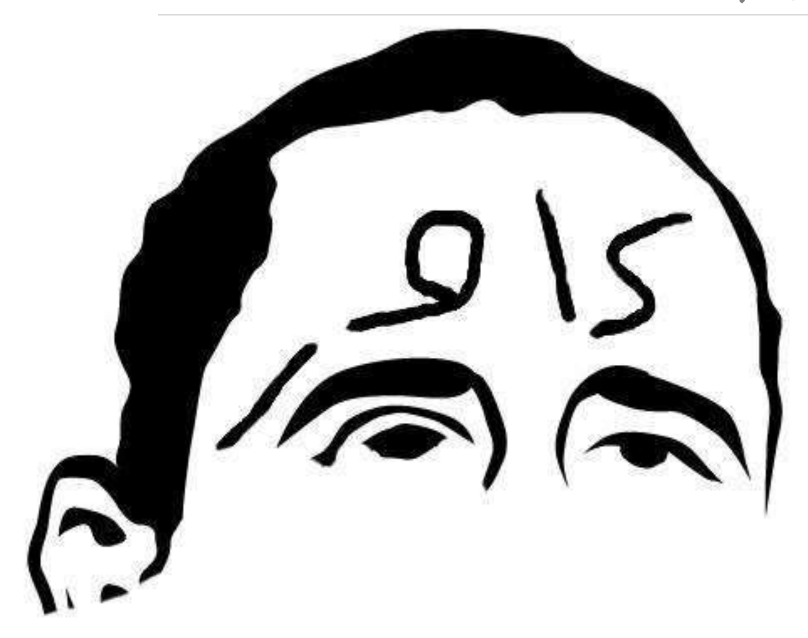
ابوعبداللہ اس کے بعد مکہ سے یمن منتقل ہو گیا۔ اس کا بھائی صلاح بھی اس کے ساتھ آ کر مل گیا، تہامہ کے ایک شخص سامر المشرعی، ان تینوں نے یمن میں ملاقات کی اور اس پر اتفاق کیا کہ عبدالقادر سے ایک بار مل لینا چاہئے، اس کی پیشانی اور اس کے دوسرے حالات کا جائزہ لے کر اس کی حقیقت معلوم کرنی چاہئے۔ ملاقات کے دوران ایک ساتھی اس کو باتوں میں مصروف رکھے گا جبکہ باقی سورتِ کہف کی تلاوت کریں گے، تینوں عبدالقادر سے ملنے اس کے گھر چلے گئے۔

گے، اور ان کی مدد کی جائے گی۔ پھر انہیں ان کی مانگی گئی چیز دی جائے گی لیکن وہ قبول نہیں کریں گے۔ اور اسے اہلِ بیت کے ایک فرد کو دیں گے۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے ایسے بھر دے گا جیسے وہ ظلم و زیادتی سے بھری ہوئی تھی۔ جو شخص تم میں سے وہ وقت پائے تو اس کے پاس جائے اگرچہ برف پر گھسٹنا پڑے۔

ابوعبداللہ نے سب سے پہلے اس کے اور علی حمزہ کے درمیان پیدا ہونے والے اشکالات کے بارے میں پوچھا، تو عبدالقادر نے قصہ سنانا شروع کیا، اور جب یہاں تک پہنچ گیا کہ حمزہ نے اسے کہا کہ "ادب سے بیٹھو!" اور اس نے وہی اشارہ کیا، جس کا ذکر اوپر گزرا تو عبدالقادر نے اسے کہا کہ جب تم بندوں کے رب کی طرف اشارہ کرنا چاہو تو اس طرح نہیں بلکہ اس طرح کرو، یہ کہہ کر اس نے اسی طرح اشارہ کیا کہ انگوٹھا اور شہادت کی انگلی سامنے کی طرف اور باقی انگلیاں مٹھی بنا کر۔ ابوعبداللہ نے کہا رب العباد کی طرف یعنی آسمان کی طرف!(یعنی رب العباد اللہ ہے اس کے لئے اشارہ آسمان کی طرف کیا جاتا ہے تمہاری طرف نہیں) تو عبدالقادر نے کہا جی ہاں رب العباد کی طرف اس طرح اشارہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ اس طرح کرنا چاہئے اور اپنی طرف اشارہ کیا۔ ابوعبداللہ نے بار بار اپنی بات کی اور عبدالقادر نے بھی ہر مرتبہ یہی بات دہرائی۔ ابوعبداللہ یہ سن کر حیران ہو گیا کہ یہ شخص رب ہونے کا دعوی دل میں رکھتا ہے، البتہ صلاح اور سامر کا اس بات کی طرف دھیان نہ جا سکا۔

جب وہ مجلس سے فارغ ہوئے تو ابوعبداللہ نے ان سے پوچھا کیا تم نے اس کی باتوں میں کوئی مشکوک بات سنی تو ان کا جواب نفی میں تھا۔ اس نے کہا کیا تم لوگ حیران نہیں ہوئے جب اس نے اپنی جانب اشارہ کر کے کہا کہ رب العباد کی طرف اس طرح اشارہ کرنا چاہئے، انہوں نے کہا کہ ہم سمجھے یہ نماز کی بات کر رہا ہے۔ اس نے کہا نماز کا کیا تذکرہ تھا؟ بات تو یہ چل رہی تھی کہ اس کے اور علی حمزہ کے درمیان کیا باتیں ہوئیں، تب انہیں بات سمجھ میں آگئی کہ یہ شخص کتنے درجے کا خبیث ہے۔

اس کے بعد ان سب نے عبدالقادر کی پیشانی پر لکھے گئے لفظِ "کافر" دیکھا۔ کافر کا لفظ اس کی پیشانی کی رگوں کے ذریعے لکھا گیا تھا۔ اور ایسا واضح لکھا ہوا تھا کہ اس میں شک کی کسی قسم کی گنجائش نہیں تھی۔ جب وہ اپنی پیشانی ڈھیلی چھوڑ دیتا ہے تو ہر حرف الگ الگ واضح پڑھا جاتا ہے جس کی شکل یہ ہے۔



اور جب وہ اپنی پیشانی کو سکیڑ لیتا ہے یا غصہ ہو جاتا ہے تو یہ حروف ایک دوسرے کے ساتھ مل جاتے ہیں۔ البتہ "فاء" اپنی اصل عربی کتابت کے ساتھ ہے یعنی بغیر نقطوں کے۔



مزید تاکید کے لئے اور تاکہ زیادہ لوگوں کے علم میں یہ بات آجائے انہوں نے دو اور آدمیوں کو بلایا جن کے نام محمد سالم شلفان الوصابی اور محمد ناجی الرُقیم تھے، ان کا تعلق "ریمہ" سے تھا، ان دونوں نے بھی جائزہ لے کر تصدیق کی، ان کے تاثرات بھی وہی تھے جو پہلے دونوں کے تھے۔

عبدالقادر خطیب بنتا ہے

یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ عبدالقادر سلفی جماعت کے دروس اور ان کی مجلسوں میں حاضر ہوتا تھا، کبھی کبھی خطیب بھی بنتا تھا۔[1] اتفاقاً ان میں سے ایک شخص جمعہ کے دن سلفیوں کی ایک مسجد میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ عبدالقادر منبر پر خطبہ دے رہا ہے، جب اس کے خطبے میں شدت آجاتی ہے تو یہ الفاظ اس کی پیشانی پر بہت واضح نظر آنے لگتے ہیں۔ جب اس نے خطبہ پورا کیا، نماز پڑھائی اور لوگ باہر نکل گئے تو یہ اس کے قریب گیا اور اس کی پیشانی کو قریب سے دیکھا تو اسے ایسا واضح نظر آنے لگا جیسے دن کو سورج۔ مگر ان میں ایک ساتھی کو "فاء" کے بارے میں شک تھا۔ اور ایسا اس شخص کو ہوتا ہے جس میں ایک قسم کا خوف ہو، جتنا اس کے عمل سے کراہت و نفرت شدید ہو تو یہ اتنا ہی واضح نظر آتا ہے۔[2]

ابو عبد اللہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر شیخ امین جعفر کے پاس گئے، جو حُدیدہ میں ہوتے تھے، انہوں نے ان کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا اور ان سے مطالبہ کیا کہ وہ خود جاکر دیکھ لیں تاکہ اس بات کی تصدیق کر سکیں۔ شیخ نے انکار کیا اور کہا یہ بات اس کو مزید مشہور بنادے گی، اور اس کے اردگرد ایسا ہالہ بنادے گی جس کا وہ مستحق نہیں ہے۔ حاضرین کے بہت اصرار پر انہوں نے موجود لوگوں سے اس بارے میں پوچھا اور تصدیق چاہی، سب نے

---

(1) حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا سمندر میں کچھ شیاطین قید ہیں جن کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے باندھا ہے قریب ہے کہ وہ باہر نکل آئیں اور لوگوں میں قرآن پڑھیں۔ (رواہ مسلم فی المقدمہ) اور دارمی میں یہ اضافہ ہے کہ "وہ لوگوں کو دین سکھائیں گے"۔ سفیان ثوریؒ سے کہا گیا کہ آپ کا بھانجا کہتا ہے کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ مسجدوں میں شیاطین بیٹھا کریں گے، لوگوں کو دین سکھائیں گے۔ سفیان نے فرمایا ہمیں یہ بات حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے پہنچی ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ "لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ مسجدوں میں شیاطین بیٹھا کریں گے، حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام نے انہیں سمندر میں باندھا تھا۔ وہ نکل کر لوگوں کو دین سکھائیں گے" حضرت سفیان نے فرمایا بڑے بڑے امور باقی ہیں۔ زھیر بن عباد نے کہا کہ سفیانؒ کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو دین سکھانے کے دوران انہیں خواہشات میں مبتلا کر کے حرام کو حلال قرار دیں گے۔ سنت و صبر کے بارے میں لوگوں کو شک میں ڈالیں گے اور دنیا میں بے رغبتی کی فضیلت کو باطل قرار دیں گے۔ انہیں دنیا کی طرف توجہ کرنے کی ترغیب دیں گے۔ حالانکہ یہ ہر برائی کی جڑ ہے۔ (البدع والنہی عنہا لابن الوضاح)

(2) رسول اللہ ﷺ نے دجال کا تذکرہ کیا کہ "اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہے، ہر وہ شخص اس کو پڑھے گا جو اس کے عمل سے نفرت کرتا ہو" (مسلم)

یکے بعد دیگرے بات کی اور زمین پر مٹی میں شکل بنائی، لیکن اس کے باوجود شیخ نے جانے سے انکار کیا۔

عبدالقادر کا قصہ اور علمائے حرمین

حرمین شریفین میں بعض علما کو عبدالقادر کا قصہ سنایا گیا تو انہوں نے قصے کے ساتھ اتفاق کیا، اور اور ایک قسم کی تائید کی، اور کہا کہ اس کے درست ہونے میں بہ ظاہر کوئی اشکال نہیں ہے، کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ صحابی حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے مسیح دجال کے ساتھ ملاقات کی ہے (مسلم) اس کے بعد ابوعبداللہ کو گرفتار کر دیا گیا، کیونکہ وہ ان مشائخ کے پاس بار بار آتا جاتا تھا جس کی وجہ سے یہ شک پیدا ہوا کہ شاید وہ سعودی حکومت کے خلاف کوئی منصوبہ بنا رہا ہے، لیکن جب انہوں نے تفتیش کی اور اس نے انہیں عبدالقادر کا قصہ سنایا اور یہ بھی بتایا کہ یہ باتیں حرمین کے مشائخ کو بھی بتائی ہیں تو تفتیش کرنے والوں کی رائے یہی بنی کہ اس پر جادو کا اثر ہے۔ انہیں صرف اس کی تصدیق کرنی تھی کہ یہ شخص سچا ہے اور ایک مرتبہ اس پر جادو بھی ہو چکا ہے، جب انہیں تصدیق ہو گئی تو چار مہینے بعد اس کو رہا کر دیا، پھر کئی سال بعد ان مشائخ کو بھی گرفتار کر دیا گیا۔ کیونکہ پے در پے مختلف حادثات کی آگ بھڑک اٹھی تھی اس لئے انہیں بھی جیل لے جایا گیا۔

ابوعبداللہ مایوس نہیں ہوا اور یہ قصہ دوسرے مشائخ کو سنایا جیسے شیخ محمد منجد، شیخ سفر الحوالی، لیکن ان کا رویہ بھی وہی تھا جو "حُدیدہ" میں شیخ امین جعفر کا تھا۔ حرمین میں "القاعدہ" کی وجہ سے مختلف واقعات کی آگ بھڑک اٹھی تھی۔ خالد الحاج، یوسف العبیری، عبدالعزیز المقرن وغیرہ۔ یہ 2004ء کی بات ہے۔ حکومتی ادارے القاعدہ تنظیم کے معاملات میں مشغول تھے، اس لئے انہوں نے اس کو کوئی خاص توجہ نہیں دی، بلکہ جو بھی یہ قصہ سنتا اور مشاہدہ کرنے کی کوشش نہ کرتا وہ اس کو کوئی اہمیت نہیں دیتا تھا۔ ہاں جو سن کر دیکھ بھی لیتا وہ اس قصے کو پوری اہمیت دیتا۔

اس کے بعد ابوعبداللہ، سامر المشرعی اور محمد ناجی الرقیم، عبدالقادر کے پاس چلے گئے اور دروازہ بھی کئی مرتبہ کھٹکھٹایا لیکن وہ موجود نہیں تھا۔ لیکن جب وہ اس کے گھر سے دور چلے گئے تو دور سے وہ ان کی طرف آتا دکھائی دیا۔ جب وہ قریب پہنچا تو اس نے ابوعبداللہ کو غصے سے دیکھا اور اس کا ہاتھ پکڑا، اور کہا:

آجاؤ! تمہیں ہی ملنا چاہ رہا تھا۔ اور اس کو باقی ساتھیوں سے الگ کر کے دور لے گیا۔ اور کہا تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟

ابو عبد اللہ نے کہا صرف تمہاری ملاقات کے لئے، اس لئے باقی ساتھیوں سے الگ مجھ سے سرگوشیاں مت کرو، ابو عبد اللہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ آیا تو عبد القادر نے چیخ کر کہا

تم لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہو؟

ابو عبد اللہ نے کہا کچھ بھی نہیں۔

عبد القادر نے پھر چیخ کر کہا: کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں مسیح دجال ہوں؟

ابو عبد اللہ نے موضوع کو بدلنے کے لئے کہا "کیا یہ ممکن ہے کہ تم دجال ہو؟ اور وہ بھی یمن میں"۔ اور معا دوسرا سوال پوچھا کہ مجھ پر جادو کس نے کیا؟

عبد القادر نے کہا: جاؤ دیکھو کس نے کیا تم پر جادو۔

ابو عبد اللہ نے کہا: عبد القادر! تم نے ہی افغانستان جانا چاہا تھا تو میں نے تمہیں جانے کا راستہ بتلایا، اور "شباب" تک پہنچانے کا راستہ بتا دیا، اور جو تمہارے اور ان کے درمیان اشکالات پیش آئے کیا تمہیں یہ گمان ہے کہ ان سب کے پیچھے میں ہوں؟

عبد القادر نے کہا: جی ہاں۔

تو ابو عبد اللہ نے قسم کھائی کہ مجھے اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

عبد القادر نے بھی اس سے انکار کیا کہ اس نے جادو کیا ہو یا اس میں اس کا کوئی ہاتھ ہو۔

اس کے بعد ان کے درمیان باتیں تیز ہو گئیں، عبد القادر کی آنکھیں لال ہو گئیں، نوکیلے دانت نکال کر پیشانی واضح ہو گئی اور اس پر لکھے گئے حروف کی شکل و صورت بھی صاف ہو گئی، یہ سورج غروب ہونے کا وقت تھا، جب افق سرخ ہو گیا تھا اور اس کے چہرے پر سورج کی سرخ شعاعیں پڑیں تو چہرہ گویا آگ کا شعلہ تھا۔ ابو عبد اللہ نے کہا اس وقت کے اس منظر نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی وہ حدیث یاد دلائی جو دجال کے بارے میں تھی کہ "گویا اس کا سر سانپ ہو" (مسند أحمد والطبرانی)

آہستہ آہستہ ماحول پر سکون ہوتا گیا۔ ملاقات ختم ہونے سے پہلے عبد القادر نے ہر ایک کو عقیق کا پتھر دیا، سب نے لیا لیکن ابو عبداللہ نے لینے سے انکار کر دیا، پھر عبد القادر نے عقیق کے متعلق لمبی بات کی، اور یہ بھی کہا کہ وہ "کہرب" پتھر کو ڈھونڈھنے کی کوشش میں ہے۔ عبد القادر ایسے قیمتی پتھروں کا بہت شوق رکھتا تھا۔ ابو عبداللہ کے دل میں یہ خیال آیا کہ عبد القادر کا شعبدہ بازی کے ساتھ بھی تعلق ہے۔ آخر میں انہوں نے عبد القادر کو پیچھے چھوڑ دیا اور گاڑی میں سوار ہو گئے۔ ابو عبداللہ اپنے ساتھیوں پر اس وجہ سے ناراض تھا کہ انہوں نے اس سے عقیق کا پتھر کیوں لیا؟ ہو سکتا ہے اس نے ان کے ذریعے جادو کیا ہو، پھر اس نے ان سب سے عقیق لیا اور گاڑی کی کھڑکی سے باہر پھینک دیا۔

دوبارہ جادو

اگلے دن عصر کی نماز کے بعد ابو عبداللہ تھوڑی دیر کے لئے لیٹ گیا، اچانک اس نے اپنے بھائی صلاح کی آواز سنی جو اسے بلا رہا تھا۔ اس نے اپنی آنکھیں کھولیں تو صلاح اس کے سامنے کھڑا تھا، اور کہہ رہا تھا کہ عبد القادر دروازے کے باہر کھڑا ہے۔ ابو عبداللہ نے کہا دروازہ کھول کر اسے اندر لے آؤ، صلاح کچھ ہچکچایا اور کہنے لگا میں اسے ہر گز اندر نہیں آنے دوں گا۔ ابو عبداللہ خود اٹھ کر باہر گیا، باہر عبد القادر اور ایک اور شخص جس نے پینٹ شرٹ پہنی ہوئی تھی کھڑا تھا۔

عبد القادر نے کہا میں مسجد گیا تھا تاکہ اپنے پاؤں دھولوں، لیکن مسجد کا دروازہ بند ہے، کیا آپ مجھے اندر آنے کی اجازت دیں گے، مسجد ابو عبداللہ کے گھر کے سامنے تھی، ابو عبداللہ نے اسے اندر آنے کی اجازت دی۔[1]

---

(1) یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اس کا ٹھنڈے مزاج والا ہونا، دوسروں کے متعلق بہت زیادہ حسن ظن وغیرہ ایسی صفات تھیں جو اس کی شخصیت میں بہت واضح تھیں۔ اسی وجہ سے اس کو توفیقِ خداوندی اور ذہانت وذکاوت کا ان امتحانات و آزمائشوں میں بھی بار بار موقع میسر ہوتا رہا۔ اور جیسا کہ حضرت امام مہدی کے بارے میں (شیعہ مآخذ میں) ایک روایت میں آتا ہے "وہ باتوفیق جوان کی صورت میں ظاہر ہوگا" (غیبۃ النعمانی رقم 217) اور شاید عبد القادر نامی اس شخص اور ابو عبداللہ کے درمیان پیش آنے والے واقعات ان دونوں کے درمیان دشمنی کی ابتدا تھی۔ تاکہ وہ اپنے مدمقابل کی نفسیات اور اس کے سوچنے کا انداز پہچان لے، اور تاکہ اللہ اس کے دل سے مسیح دجال کا رعب نکال دے۔ شاید اللہ کی جانب سے ایسے حالات پیدا کئے گئے، جو ان دونوں کو ملوایا گیا جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فرعون کے گھر میں پرورش کی گئی۔ تاہم آئندہ آنے والا وقت ان باتوں کی تردید یا تصدیق کر دے گا۔

ابوعبداللہ اندر چلا گیا اور یہ گمان کیا کہ عبدالقادر بھی اس کے پیچھے ہے لیکن جب اس نے پیچھے دیکھا تو اسے نہ پایا۔ جب دوبارہ دروازے کی طرف لوٹا تو دیکھا کہ عبدالقادر اپنے ساتھی کے ساتھ کوئی چیز چھپا رہا تھا، اور خفیہ انداز میں اس کے ساتھ سرگوشی کر رہا تھا۔ ابوعبداللہ نے اسے کہا اندر آیئے، وہ اندر آیا تو ابوعبداللہ نے اسے غسل خانہ دکھایا۔ ابوعبداللہ کا کہنا تھا کہ مجھے یہ پتہ نہیں چلا کہ اس نے غسل خانے میں کاغذات پھینکے یا پتھر یا عقیق یا کچھ اور قسم کا جادو۔ پھر وہ باہر نکلا اور ابوعبداللہ کے والد صاحب رحمہ اللہ اوران کے ماموں کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اس نے بہت طویل گفتگو کی، خفیہ طور پر مکہ جانے، گرفتار ہونے، تشدد ہونے کا واقعہ ذکر کیا، اس کے پاس چونکہ عقیق کے پتھر تھے اس لئے جادو کرنے کا الزام بھی لگا دیا گیا۔ لیکن اس نے یہ کہہ کر ان سے چھوٹنے کی کوشش کی کہ ان پتھروں کو مائیکروسکوپ میں دیکھیں اگر اس میں کچھ جادو ہوا تو اس کا پتہ لگ جائے گا۔ ابوعبداللہ کے والد اور ماموں نے اس کی باتوں میں کوئی دلچسپی نہیں دکھائی اس لئے وہ اٹھ کھڑا ہوا، اور ابوعبداللہ کے والد کو کہنے لگا کہ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اپنے بیٹے کو ان لڑکوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے روکیں، پھر دوبارہ اس نے بے شرمی اور بے خوفی سے یہ بات کہی، اور اپنے ہاتھ ابوعبداللہ کے والد کے چہرے تک بلند کئے اور پھر نکل گیا۔

اس کے نکلنے کے تھوڑی ہی دیر بعد پورا گھر اوندھا ہو کر الٹ گیا۔ جادو کی وہی پرانی حالت دوبارہ لوٹ آئی، اور ابوعبداللہ اس کے والد اور ماموں کے درمیان لڑائی شروع ہو گئی، اس کے والد نے اسے کہا تم اس شخص سے کیا چاہتے ہو؟

ابوعبداللہ نے قسم کھائی کہ اس نے مجھ پر جادو کیا اس لئے میں اس سے بدلہ لینا چاہتا ہوں۔

والد سخت بے چینی کی حالت میں اس کے اوپر چیخے۔ حالانکہ ابوعبداللہ ایک سال تک اپنے گھر والوں سے دور رہا تھا، سعودیہ سے آئے ہوئے صرف 12 دن ہی گزر گئے تھے، مگر اگلے دن پھر وہ ناراض ہو کر نکلا اور سعودیہ چلا گیا۔

جادو کی وہی پرانی حالت پھر لوٹ آئی۔ مکہ میں "جرول" کے مقام پر وہ روپوش رہا۔ [1]اسی طرح قصرِ صفا کے پیچھے "اجیاد السد" کے علاقے میں بھی روپوش رہا۔ اس عرصہ میں اس کا خیال یہ تھا کہ اس کے والد اور دوستوں نے اس پر جادو کیا ہوا ہے، وہ خوف کی حالت میں تھا۔ البتہ یہ جادو سابقہ حالت کی بہ نسبت کچھ ہلکا تھا، اس لئے کہ اس دوران وہ اپنی پوری یادداشت اور عقل و فہم کے ساتھ تھا، مگر کچھ خیالات و وساوس تھے یا کچھ گمان اور شکوک لیکن عقل زائل نہ ہوئی تھی۔

دوسری جانب ابوعبداللہ کے گھر والے جو مکہ میں تھے اسے بہت تیزی کے ساتھ ڈھونڈ رہے تھے لیکن جب زیادہ وقت گزر گیا تو انہوں نے یہ سمجھا کہ اس کا انتقال ہو چکا ہے، پھر انہوں نے اسے مردہ خانوں میں تلاش کیا۔ یہاں تک کہ ایک قریبی عزیز نے جب ابوعبداللہ کا حلیہ ایک ہسپتال کے انتظامیہ کو بتلایا تو انہوں نے کہا کہ ہاں ان صفات والا ایک

---

(1) اس جگہ کا نام پہلے ذی طوی تھا۔ ان حالات کے علاوہ (جن کا تذکرہ اس قصے میں ہے) ابوعبداللہ اس سے پہلے بھی مکہ میں "ذی طوی" میں اپنے گھر والوں سے نو مہینے تک روپوش رہا۔ یہاں تک کہ گھر والوں نے گمان کیا کہ شاید اس کا انتقال ہو چکا ہے۔ لیکن پھر وہ نو مہینے بعد گھر آیا اس وقت اس کی عمر 32 سال تھی۔

شیعہ مآخذ میں بعض آثار اس طرف اشارہ کرتے ہیں۔ امام ابوعبداللہ جعفر صادقؒ نے فرمایا اس شخصیت کی دو روپوشیاں ہوں گی، جن میں ایک میں وہ گھر لوٹیں گے جبکہ دوسری میں کہا جائے گا کہ کسی وادی میں انتقال ہو گیا ہے۔ (غیبۃ النعمانی 182)

محمد بن علی نے کہا اس اَمر والی شخصیت (یعنی امام مہدی) کی ایک گھاٹی میں روپوشی ہو گی اور اپنے ہاتھوں سے ذی طوی کی طرف اشارہ کیا۔ جعفر بن محمد نے فرمایا میری اولاد میں القائم (امام مہدی) کی عمر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر جتنی ہو گی (120 سال)، معروف ہوں گے اس کے بعد ایک زمانے تک روپوش رہیں گے، اور ایک باتوفیق جوان کی صورت میں ظاہر ہوں گے، اس وقت ان کی عمر 32 سال ہو گی، یہاں تک کہ لوگوں کا ایک گروہ اس سے واپس ہو جائے گا۔ (غیبۃ النعمانی 217) 120 سال کی بات شاید راوی کا وہم ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ روایت اس طرح ہو۔ "120 دن تک غائب رہیں گے۔ جن کے بارے میں ان کے گھر والوں کو علم ہو گا، پھر روپوش ہوں گے ایک زمانے تک، اور 32 سال کی عمر میں ایک باتوفیق جوان کی صورت میں ظاہر ہوں گے"

اس کی واضح مطابقت ابوعبداللہ کے اس واقعے کے ساتھ ہے۔ جب وہ 120 دن یعنی چار مہینے تک غائب رہا لیکن اس کا علم تھا کہ وہ سعودی جیل میں ہے۔ پھر ایک زمانے تک غائب رہا، لیکن یہ علم نہ تھا کہ کہاں ہے؟ گویا دو مرتبہ روپوشی رہی، پہلی کا علم تھا اور دوسری کا نہیں۔ شاید اصل روایت اس طرح تھی لیکن راوی کو وہم ہوا۔ اس لئے کہ یہ مناسب نہیں کہ پہلے اس کی 120 سال عمر بتائی جائے پھر اس کی روپوشی کا ذکر ہو۔ اور یہ کہ 32 سال کی عمر میں تو اس کا علم تھا کہ کہاں ہے لیکن اس کے بعد روپوشی میں پتہ نہ ہو۔

شخص موجود ہے، لیکن اس کی شناخت نہیں ہوئی ہے، یہ سن کر وہ بہت غمگین ہوا لیکن جب انہیں مردہ خانے لے گئے اور اس شخص کی لاش سے کپڑا اٹھایا تو اس کی جان میں جان آئی اور کہا یہ تو نہیں ہے۔

نو مہینے کے بعد جادو کا زور کچھ کم ہوا، تو اس نے خواب میں دیکھا کہ اس کی بڑی بہن جس کا نام آمنہ تھا حاملہ ہے، اور ابو عبداللہ کی والدہ چیخ رہی ہے جبکہ وہ اسے اطمینان دلا رہا ہے کہ اللہ خیر کرے گا اور ولادت آسانی کے ساتھ ہو جائے گی۔ ابو عبداللہ نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ ہمارے گھر میں ریفریجریٹر ہے میں اسے کھول رہا ہوں جو ٹھنڈا ہے اور میں مکہ میں ہوں۔ میں نے اس خواب کی تعبیر یہ نکالی کہ یہ نو مہینے میرے اپنے گھر والوں سے دوری کا عرصہ ہے اور حمل کی مکمل مدت یہی نو مہینے ہیں، شاید یہ مدت پوری ہونے والی ہے، اور میں گھر واپس جاؤں گا، اس لئے چھپ جانے کی کوئی وجہ نہیں ہے، بلکہ یہ شیطانی وساوس اور خیالات کا اثر تھا۔

چنانچہ میں نے گھر والوں سے رابطہ کیا تو وہ بہت خوش ہوئے، جبکہ وہ بہت پریشان تھے اور میرے والد رحمہ اللہ تو بہت روتے تھے۔ یہ 2004ء کی بات ہے اس وقت ابو عبداللہ کی عمر 32 سال تھی۔ لوٹنے کے بعد اس نے پکا عزم کر لیا کہ اب عبدالقادر کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھے گا نہ ہی اسے ڈھونڈنے کی کوشش کرے گا۔ اگر واقعی وہ دجال ہے تو اس کا قتل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں ہو گا۔

اس کے بعد اس نے عبدالقادر کو نہیں دیکھا، مگر چند ہی مرتبہ یمن لوٹتے ہوئے، راستے میں چلتے دیکھا۔ اور ایک مرتبہ مجھے لوگوں نے بتایا کہ وہ آپ کے بھائی "علی"، پھوپھی زاد بھائی، اور ماموں زاد بھائی عادل کے ساتھ ٹیکسی میں جا رہا تھا، اترنے کے بعد اس نے کرایہ دیا اور چلا گیا۔ ایک اور آدمی نے بتایا کہ اس نے اسے کھیل کے میدان میں دیکھا اس کے ساتھ ٹیم تھی جس کو وہ ٹریننگ دے رہا تھا، وہ اس کے پیچھے چل رہے تھے، گویا اس کے شاگرد ہوں۔

ابو عبداللہ کے گھر کا جلنا

کچھ مدت بعد ابو عبداللہ کے گھر میں آگ بھڑک اٹھی۔ اس میں ابو عبداللہ کے ایک بھائی کا (جس کی عمر چھ یا سات سال تھی) انتقال ہو گیا، آگ بجھاتے ہوئے اس کے والد کے

دونوں ہاتھ زخمی ہوئے۔ عجیب بات یہ تھی کہ اس واقعے کے بعد عبد القادر نے ابوعبداللہ کے ایک رشتہ دار سے رابطہ کیا اور ایسا اشارہ دیا کہ آگ بھڑکنے میں اس کا ہاتھ تھا۔

عبدالقادر کے پاس جانے کی کوشش

ابوعبداللہ کے قریبی حلقے میں عبدالقادر کا قصہ عام ہو جانے کے بعد چند نوجوانوں نے عبدالقادر کے پاس جانے کا ارادہ کر لیا، تاکہ اس مشکوک شخصیت کا جائزہ لیا جائے، اس کی پیشانی پر لکھے ہوئے حروف کیسے نظر آتے ہیں، اس کی تصویر لینا ممکن ہے یا نہیں؟ مشرقی یمن سے جاتے ہوئے انہوں نے "حُدیدہ" کا ارادہ کیا۔ ابھی وہ راستے میں تھے کہ ان کے بیچ لڑائی اور نفرت شروع ہو گئی، آپس کی رائے میں اختلاف پیدا ہوا، اور باتیں تیز ہو گئیں۔ اور اسی حالت میں وہ لوگ واپس لوٹ آئے، لیکن جب وہ اپنے شہر پہنچ گئے انہیں یہ بات بہت عجیب لگی کہ کس طرح ان میں ایسا اختلاف پیدا ہو گیا، جو پہلے کبھی بھی ان میں پیدا نہیں ہوا تھا۔

بہ ظاہر یہ اختلاف ان میں شیاطین نے ڈالا، تاکہ عبدالقادر کی تصویر لوگوں میں نہ پھیلے۔ پیچھے بھی یہ بات گزر چکی ہے کہ خود عبدالقادر کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ اس کی کوئی نشانی کہیں پر باقی نہ رہے، اور یمنی فضائی کمپنی سے اس نے اپنی تصویر واپس لے لی تھی۔

اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے تفصیل کے ساتھ دجال کا حلیہ سمجھایا ہے تاکہ ہر امتی کو اس کی شکل ایسی یاد ہو گویا وہ سامنے ہے۔

تائیدات

شیخ ابو محمد المدنی[1] کہتے ہیں کہ انہوں نے خلیجی ملک میں کام کرنے والے تارکینِ وطن میں سے ایک شخص کو عبدالقادر کا قصہ سنایا۔ وہ شخص بہت ہی حیران ہوا۔ اور خلیج لوٹنے کے بعد اپنی جان پہچان رکھنے والے لوگوں میں یہ واقعات بیان کرنے لگا، اس کے ساتھ ایک شخص نے رابطہ کیا اور اسے کہا کہ وہ دجال ہے، اس نے یہ بھی کہا کہ "میں ہی وہ شخص ہوں جس کو تم کتابوں میں پڑھتے رہے ہو" کچھ نہ سمجھ میں آنے والے الفاظ بھی اس نے کہے۔ بلکہ اس شخص کے متعلق اس کی کچھ خاص باتیں بھی اسے بتائیں۔

---

(1) ابوعبداللہ کے بہت قریبی دوست اور جنہیں امام مہدی کی مددگار تحریک "حرکۃ انصار المہدی" کی وجہ سے گرفتار کیا گیا تھا۔

چند قرائن

شیخ ابو محمد المدنی نے یہ بھی کہا کہ ایک بار کسی کے ساتھ ملاقات کے لئے وہ "مکلا" شہر گیا، اس کے ساتھ ابو عبد اللہ اور ایک اور شخص بھی تھے، اُس شخص کو علاماتِ قیامت کے ساتھ کوئی دلچسپی نہیں تھی، جب اس کے ساتھ ملاقات ہوگئی تو ابو عبد اللہ نے اسے اس باب کے متعلق باتیں کیں، اور اختصار کے ساتھ اس کا عبد القادر کے ساتھ پیش آنے والے واقعات کا تذکرہ کیا۔ وہ آدمی بڑا حیران ہوا، یہ بھی معلوم ہوا کہ اس شخص نے ایسا خواب بھی دیکھا ہے جس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ ملحمۂ کبریٰ، امام مہدی کے وقت موجود ہوگا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو جنت کی بشارت دیں گے۔

اس کے ساتھ "مکلا" میں رات گزارنے کے بعد ان تینوں نے واپسی کی اجازت چاہی، راستے ہی میں اس شخص نے ان کے ساتھ رابطہ کیا، اس کی عجیب حالت تھی اور ان سے واپس آجانے کا تقاضا کر رہا تھا۔ چنانچہ جب یہ اس کے پاس واپس گئے تو انہوں نے اس سے پوچھا کیا ہوا؟ اس نے کہا جب تم یہاں سے نکل گئے تو مجھے گھر پر ایک عورت نے ٹیلی فون کے ذریعے رابطہ کیا۔، اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا یہ امام مہدی کا گھر ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس کے تھوڑی دیر بعد ایک آدمی نے مجھ سے رابطہ کیا جو شیطانی ہنسی ہنس رہا تھا۔ مجھے ان کالوں سے بہت حیرانگی ہوئی۔ ٹیلی فون سیٹ سے مجھے ان کے نمبر کا علم ہوا۔ میں نے اس شخص کے ساتھ دوبارہ رابطہ کیا۔ اور اس شخص کا پوچھا جس نے مجھ سے بات کی تھی، کہ یہ نمبر کس کا ہے؟ اور ابھی تھوڑی دیر پہلے کس نے مجھ سے بات کی تھی؟ اس نے کہا یہ "حُدیدہ" میں ٹیلی فون آفس کا نمبر ہے، اور یہاں سے رابطہ کرنے والے لوگوں کی پہچان مشکل ہے کیونکہ روزانہ دسیوں لوگ یہاں سے رابطہ کرتے ہیں۔ اس سے مجھے آپ کے بتائے گئے واقعات یاد آئے، حالانکہ میرے گھر کا یہ نمبر معدودے چند ہی لوگوں کے پاس موجود ہے۔ اور میرے نام سے بھی نہیں بلکہ دوسرے شخص کے نام پر ہے۔

بیسان کے باغات

ابو عبد اللہ نے ان واقعات پر تبصرہ کیا اور کہا کہ 90 کی دہائی میں انہوں نے شیخ طنطاوی کو ایک سعودی چینل پر بات کرتے ہوئے سنا کہ میں زغر کے چشمے پر پچاس سال پہلے گزرا ہوں۔ میں حج کے سفر پر جارہا تھا۔ وہاں میں نے چند ٹیلے دیکھے وہاں مجھے ایک بوڑھے شخص نے کہا کہ میں یہاں پچاس سال پہلے گزرا ہوں لوگ اس چشمے سے پانی بھر رہے تھے۔ یہ تقریباً سو سال ہوگئے۔ 90 کی دہائی سے مزید 30 سال گزر گئے۔ یقیناً زغر کا یہ چشمہ مزید

ویران ہو گیا ہو گا۔ بلکہ شاید اس نام کی کوئی بستی بھی لوگوں کو معلوم نہ ہو گی۔ رہا بحیرۂ طبریہ اس کا بھی دو تہائی پانی خشک ہو چکا ہے اور ایک تہائی باقی ہے۔[1] اور بیسان کے باغات، تو اس میں پھل نہیں لگتا اور ہمیں یہ معلوم نہیں ہے کہ آخری بار کب اس میں پھل آیا تھا۔

سلامتی کی ابتدا

ابو عبداللہ کو یقین ہو گیا کہ عبدالقادر کے ساتھ رہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ خصوصاً ان تکالیف کے بعد جو اسے پہنچی تھیں بلکہ اس سے آگے اس کے رشتہ داروں، پڑوسیوں اور ساتھیوں کو بھی پہنچی تھیں۔ چہ جائیکہ اس کے دجال ہونے کا امکان ہو۔ اس کے بعد اس نے سلامتی کو ترجیح دی۔[2] کیونکہ اسے یقین ہو گیا کہ دجال کے اوپر صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی مسلط ہوں گے، جو اسے اپنے برچھے سے ماریں گے اور لوگوں کو اس کا خون دکھائیں گے۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے۔

یہاں ابو عبداللہ کی شخصیت کے ساتھ مربوط امور پورے ہو گئے۔

یہ واقعہ لوگ براہ راست ایک دوسرے کو سناتے رہے۔ سکیورٹی وجوہات کی وجہ سے اس کو احاطۂ تحریر میں لانے کا موقع نہ مل سکا۔ جب ان خوفناک حالات میں کچھ تخفیف پیدا

---

(1) بحیرات کے بھی اپنے راز ہیں۔ جب یہ خشک ہونے لگیں اور ان کا پانی نیچے جانے لگے تو یہ کسی مخصوص مملکت کی تباہی اور زوال کی جانب اشارہ ہوتا ہے۔ ابن جریر نے نبی ﷺ کی ولادت کے بیان میں اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ بحیرہ ساوہ کا پانی نیچے اتر گیا۔ حالانکہ یہ کافی وسیع کناروں والا سمندر تھا۔ 9 فرسخ وسیع تھا۔ جس میں کشتیاں چلتی تھیں۔ ولادت والی رات یہ خشک ہوا تو کاہنوں نے سلطنت فارس کے زوال کی پیشین گوئی کی۔ درحقیقت پانی زندگی کا راز ہے چنانچہ جب یہ کسی جگہ خشک ہونے لگے وہاں کی حکومت کے اختتام کی نشانی ہے۔ یہاں بھی ایسا ہے۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے قصے میں ہے کہ دجال نے ان سے بحیرہ طبریہ کے بارے میں بھی پوچھا تھا اور اس میں پانی کی مقدار کے بارے میں بھی پوچھا تھا۔ یہ پانی تب سے اب تک مسلسل گھٹ رہا ہے۔ اور یاجوج ماجوج کے زمانے میں یہ کم ترین سطح تک پہنچ جائے گا۔ یہاں تک کہ ان میں سے بعض کہیں گے یاد کرو! یہاں پانی تھا میں یہاں آیا تھا گویا وہ پہلے اس علاقے تک پہنچ چکا تھا۔

(2) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص دجال کے بارے میں سنے تو وہ اس سے دور رہے، کیونکہ اللہ کی قسم ایک شخص اس کے پاس آئے گا وہ یہ گمان کرتا ہو گا کہ میں مومن ہوں، لیکن دجال کے شکوک وشبہات کے سامنے ٹھہر نہیں سکے گا اور اس کے اتباع میں مبتلا ہو جائے گا۔ (ابوداود)

ہوگئی تو لوگ پھر اس کو مجلسوں میں بیان کرنے لگے۔ خصوصا جب ایسے بہت سارے واقعات بعد میں پیش آئے جس نے اس قصے کی بہت ساری کڑیوں کی تصدیق کی۔ پھر بہت سارے لوگوں کا اصرار ہوا جو اس معاملے میں رغبت رکھتے تھے، کہ اس کی تفصیلات بتائی جائیں۔ ہمارا بھی یہی خیال تھا کہ وقت اب ختم ہونے لگا ہے۔ سارے مراحل قریب آنے لگے ہیں۔ مزید تاخیر کی گئی تو یہ قصہ اپنی قیمت کھودے گا۔ اگر مستقبل قریب میں دجال نکل آیا تو لوگوں کے حافظے میں اس کے بارے میں کچھ محفوظ نہیں ہوگا۔

روایات میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر میں سوئے ہوئے تھے۔ نماز عشا کے بعد تو آپ ﷺ کو معراج کرایا گیا اور اسی رات واپس لوٹ آئے۔ اور یہ قصہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کو ذکر کیا۔ اور فرمایا مجھے انبیاء علیہم السلام دکھائے گئے اور میں نے انہیں نماز پڑھائی۔ پھر مسجد جانے کے لئے کھڑے ہوگئے۔ تو حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے آپ کو قمیص سے پکڑا تو آپ ﷺ نے پوچھا کیا ہوا؟ کہا مجھے خوف ہے کہ اگر آپ یہ واقعہ لوگوں کو سنائیں گے تو لوگ آپ کی تکذیب کردیں گے۔ آپ نے فرمایا (میں ضرور بیان کروں گا) اگرچہ لوگ میری تکذیب کریں۔ آپ ﷺ نے اس خوف سے کہ کہیں لوگ تکذیب نہ کردیں معراج کا واقعہ نہیں چھپایا۔ اس کے پیچھے حق کی وہ قوت تھی جس نے آپ ﷺ پوری قوم کے ساتھ ٹکر لینے پر آمادہ کیا۔ بعض تو معراج کے اس واقعے کے بعد مرتد بھی ہوگئے۔ کچھ نے اسے ہنسی مذاق بنایا۔ لیکن ان سب نے رسول اللہ ﷺ کو کھل کر حق کہنے سے نہیں روکا۔ اور اس میں اصحابِ دعوت کے لئے بہترین نمونہ موجود ہے کہ وہ بیانِ حق میں کسی قسم کا خوف نہ کریں۔ لوگوں کی خوشامد نہ کریں، اگر وہ حق کے مقابلے میں آئیں۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے واقعے کی بھی بعض متاخرین نے تکذیب کی ہے۔ حالانکہ وہ دجال کے ساتھ صرف کچھ وقت ہی کے لئے ملے تھے۔ یہاں تو کئی سال تک ملاقات رہی۔

و صلى الله على نبينا محمد وعلىٰ أله و صحبه أجمعين، سبحان ربك رب العزة عما يصفون و سلام على المرسلين والحمد لله ربّ العٰلمين.